تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وفا ۱۳۶۲ھش / جولائی ۱۹۸۳ء

شرح چندہ

پاکستان ۔ ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ ۔ دو روپے صرف

ایڈیٹر ____ غلام باری سیف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

رمضان ۱۴۰۳ھ ہجری

وفا ۱۳۶۲ہش

جولائی ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیران اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

شرح چندہ ماھنامہ "انصار اللہ"

پاکستان ـــــــ بیس روپے سالانہ ۲۰/-

امریکہ۔کینیڈا جزائر فجی { بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو پچاس ۱۵۰/- " "
{ " بحری ڈاک ـــ اسی ۸۰/- " "

دیگر ممالک { بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو ۱۰۰/- " "
{ " بحری ڈاک ـــ ساٹھ ۶۰/- " "

فہرست مضامین

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :۔ سید عبد الحیٔ

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت :۔ محمد رفیق احمد ربوہ

قیمت فی پرچہ :۔ دو روپے ۲

جلد ۲۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۷

وفا ۱۳۶۲ھ

عجیب ماجرا گذرا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محیّر العقول کامیابی کے اسباب مختلف لوگوں نے مختلف بیان کئے۔ ہر شخص کا اپنا زاویہ نگاہ ہوتا ہے۔ وہ اُسی سے انقلابات کو پرکھتا ہے۔ اور یہ حق کسی سے چھینا نہیں جا سکتا۔ مختلف زاویہ ہائے نگاہ سامنے آجاتے ہیں۔ جو علمی طور پرمفید ہوتے ہیں۔

ایک محبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کامیابی کا تجزیہ کچھ اس طرح فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں :۔

" وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کبھی کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔" (برکات الدعا صفحہ ۱۱)

محبِّ رسولؐ نے انقلاب کا بھی کیا عجیب تجزیہ فرمایا کہ وہ انقلاب کیا تھا جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ " لاکھوں مُردے زندہ ہو گئے۔ پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر ایسے معارف جاری ہوئے "

کیا عجیب تجزیہ کیا آپ نے اس انقلاب کا۔ کیا عجیب تاثیر بیان فرمائی اُس معنوی انقلاب کی۔ دُنیا کے انقلابوں سے اس

انقلاب کا موازنہ کیا جائے تو اس انقلاب کی مثال کہاں ملے گی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"دُنیا میں ایک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہُوا کہ نہ پہلے کسی آنکھ نے دیکھا نہ پہلے کسی کان نے سُنا"

اس انقلاب کا اثر آج بھی نظر آرہا ہے۔ آج بھی اس کوثر سے آبِ حیات حاصل کرنے والے دُنیا کے کام و دہن کو سیراب کر رہے ہیں۔ وہ آج بھی مُردوں کو زندہ کر رہے ہیں اور گونگوں کی زبان سے معارف کے چشمے بہہ رہے ہیں۔

یہ انقلاب ہُوا کیونکر۔ ایسی محیّر العقول تربیت ہوئی کیسے؟ اِس عاشقِ رسول کے نزدیک یہ محمّد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدا سے التجاؤں کا نتیجہ تھا۔ راتوں کو اُٹھ کر جو گریہ وزاری وہ آمنہ کے لال، رسولِ بطحا کرتے۔ اس سے دلوں کے قفل کُھلتے۔ وہ نبض شناس خدا سے التجا فرماتے۔ خداوند اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ فلاں کو اسلام کے چشمہ سے سیراب کر دے یا فلاں کو۔ اگر اس کے بھیجے ہوئے قاصد نے یمن سے آکر یہ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دوس قبیلہ کے دلوں کے قفل نہیں کُھلتے۔ دُعا فرمائیے اللہ ان کو تباہ کر دے تو رحمۃٌ للعالمین کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے اور زبان مبارک پر یہ جاری ہُوا۔ اللّٰھُمّ اھد دوسًا وائت بھم۔ اللہ ادس کو ہدایت عطا فرما۔ اور انہیں لے آ۔ اپنے دروازے پر۔ اور اگلے سال یہ بد دُعا کی درخواست کرنے والے آتے ہیں تو سترّ کے قریب فدائی اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

اس قبیلہ کے ایک فدائی ابوہریرۃؓ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں یا رسول اللہ جب میں اپنی ماں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں۔ وہ بُرا بھلا کہنے لگتی ہے۔ آج تو اس کی زبان شرربار نے حد ہی کر دی۔ ماں سے مہربان آقا نے اپنے آسمانی مولا سے التجا کی۔ اللّٰھمّ اھد امّ ابی ھریرۃ

اے پروردگار ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔ ابوہریرہ گھر لوٹے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو پانی گرنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ماں کی آواز کہ ٹھہرو۔ ابو ہریرہ کی ماں غسل فرما رہی تھیں۔ دُعائے رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کے نتیجہ میں اُن کی ماں کا دل دُھل چکا تھا۔ ماں نے دروازہ کھولا تو اب وہ زبان جو انگارے برساتی تھی اس سے یہ الفاظ سنائی دیئے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اور ایک روز کا ماجرا سُنیئے۔ عکاظ کے میلے کے ہیرو عمر بن خطّاب پیچ و تاب کھاتے۔ تلوار سونت کر گھر سے نکلے کہ آج میں یہ قضیہ ہی چکا دیتا ہوں۔ وہ قتل کرنے کے ارادے سے دار ارقم پہنچے۔ دروازہ کے روزن سے کسی نے دیکھا کہ عمر آگ بگولا ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہُوا دروازہ کھول دو۔ ایک فدائی نے آگے بڑھ کر دامنِ عمر کو جھٹکا دیا اور کہا عمر تم مخالفت چھوڑنے کے نہیں؟ مَیں نے تو کل ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کو تمہارے اسلام لانے کے لئے دُعا کرتے سُنا ہے۔ اور دُعا کا تیر عمرؓ کے پتھر دِل کو پار کر چکا تھا اور آج اس سے ہدایت اور رُشد کا چشمہ بہہ رہا تھا۔

اور اگر کسی نے ستانے میں حد کر دی۔ اُس نے ظلم وستم پر کمر باندھ لی۔ مخالفت میں ہر حد کو پامال کیا تو داعی انقلاب نے پھر ہاتھ آسمانی آقا کی طرف بلند کئے۔ پھر یہ کفّار قریش کا احمق لیڈر ایک ہزار صنادید عرب کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہُوا۔ تو

داعی الی الخیر تین سو تیرہ نہتے ساتھیوں کو لے کر بدر کے میدان میں خیمہ زن ہو گئے۔ ایک جھاڑ پھونس کی جھونپڑی میں اپنے خدا سے یوں ملتجی ہوئے

اللّٰھمّ انشدك عهدك و وعدك - اللّٰھمّ ان شئت لم تعبد - (بخاری کتاب المغازی)

اَے پروردگار تجھے تیرا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہے۔ اے پروردگار! کیا تیری مشیّت یہ ہے کہ تیرا نام لیوا کوئی نہ رہے۔

خدا نے اُس داعی الی الخیر کی مناجات کو سُنا اور اس کی تقدیر آسمان سے زمین پر آ گئی۔ وہ جو بڑے طمطراق سے مکّہ سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ ستّر لاشیں میدان بدر میں چھوڑ گئے اور ستّر قیدی ہوئے۔ وہ واپس ہوئے تو مکّہ کے ہر گھر سے نالہ و شیون کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ کس شان اور فخر سے وہ مکّہ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور کس ناکامی سے وہ لوٹے۔ خدا کے بندے کی دعائیں خدا نے قبول کیں۔

چند سال بعد پھر سارے عرب میں آگ لگا کر تمام قبائل کو ساتھ ملا کر چوبیس ہزار کا لشکر جرّار لے کر یہ آندھی کی طرح اُٹھے اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ اُس داعیٔ انقلاب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوکے رہ کر مدینہ کے تین اطراف میں خندق کھودی۔ جسم مٹی سے اَٹا تھا۔ ہاتھ میں کدال تھی۔ ان کی زبان پر یہ منظوم دُعا جاری تھی۔ (یہ شعر ابن رواحہ کے ہیں)۔

اللّٰھمّ لولا انت ما اھتدینا ÷ وَلا تصدّقنا وَلَا صلّینا
فانزلن السکینة ان لاقینا ÷ وَثبّت اقدام ان لاقینا
ان الأُلی قد بغوا علینا ÷ اذا ارادو فتنةً ابینا

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

ترجمہ:۔ اے اللہ آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ ہم نہ صدقہ دیتے نہ نماز ادا کرتے۔ پروردگار اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو سکینت نازل کرنا۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات عطا کرنا۔ دشمنوں نے ہمارے خلاف چڑھائی کی ہے۔ وہ فتنہ و فساد پھیلانا چاہتے ہیں اور ہم ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ بیس دن کا محاصرہ ختم ہو گیا۔ دُعائے محمد (صلے اللہ علیہ وسلّم) کارگر ہوئی۔ ایک رات کی آندھی اور بارش نے اُن کے منصوبے خاک میں مِلا دیئے۔ اُن کی آگیں بُجھ گئیں۔ خیمے اُکھڑ گئے۔ اور توہم پرست، بُت پرست مشرک مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

الٰہی جماعتوں کا ہتھیار دُعا ہی ہوتا ہے۔ خدا کے مظلوم بندے جب اُس پروردگار کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور دشمنانِ دین کی تعلّیوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو متٰی نصر اللّٰه کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ جس طرح بچّہ ماں کی گود کی طرف

لپکتا ہے۔ وہ خدا کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ تب ارحم الراحمین کی پُرشوکت آواز انہیں سُنائی دیتی ہے۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اس مضمون کو ہمارا خدا قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرة آیت: ۲۱۵)

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ تم جنّت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم پر اُن لوگوں کی سی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گذرے ہیں۔ انہیں تنگی بھی پہنچی اور تکلیف بھی۔ اور ان پر خوف کی حالت بھی وارد ہوئی۔ یہاں تک کہ رسول اور مومن یہ کہہ اُٹھے خدایا تیری مدد کب آئے گی؟ سُنو خدا کی مدد یقیناً قریب ہے۔

الٰہی جماعتیں اگر حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیں۔ وہ اپنے اعمال سے خدا کی نصرت کو جذب کریں تو خدا کا سلوک وہی ہوگا جس کا ذکر اس کے پاک کلام میں آیا ہے۔ وہ سب کمندوں کو جلا کر اس کے ہاتھ کی طرف دیکھیں تو اس کی نصرت ضرور اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ خدا کی یہی تقدیر ہے جو ہمیشہ پُوری ہوئی ہے۔

ہاتھ خدا کی طرف اُٹھیں۔ دل اُس کی جانب جُھک جائیں۔ نظریں اس پر ہی جم جائیں۔ زبان پر اس کا ہی ذکر ہو تو تقدیر خداوندی یہی ہے۔

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

خدا کی یہی سنّت ہے۔ اس کی سنّت بدلا نہیں کرتی۔ فرمایا لا تجد لسنّة الله تبديلا۔ لا تجد لسنّة الله تحويلا۔ اور صادق و مصدوق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی یہی حدیث ہے:-

لن يصلح اٰخر هذه الامّة الا بما صلحت به اوّلها۔

کہ اس امّت کے پچھلوں کی بگڑی اُسی سے بنے گی جس سے پہلوں کی بنی تھی۔

پس وہی طریق اپنانے ہوں گے جن کی خدا اور اس کے رسولؐ نے نشاندہی فرمائی۔ اور جن پر صحابہ چلے۔ ماموزمانہ فرماتے ہیں:-

"آدم اوّل کو فتح دُعا سے ہوئی تھی .... اور آدم ثانی کو بھی اسی طرح دعا کے ذریعہ فتح ہوگی"۔

لیکن دُعا رسمی نہیں۔ وہ دُعا، وہ گریہ وزاری، وہ ابتہال و عاجزی جس سے عرش کے پائے لرز جائیں۔ جس سے آسمانوں پر شور برپا ہو۔ جس سے فرشتوں کی فوجیں نازل ہوں۔ اور یہ آواز سُنائی دے۔

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

رمضان کا بابرکت مہینہ

وہ بابرکت مہینہ جس میں نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔ جس میں بدر کا معجزہ ظہور پذیر ہُوا۔ فرمایا یوم البدر یوم الفرقان۔ جس کے ذریعہ اُن مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہُوا۔ جن کو کمزور جانا جاتا تھا فرمایا

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

وہ مقدس مہینہ جس میں شیطان پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ جس میں جنّت کے دروازے سامنے کھُلے دکھائی دیتے ہیں۔ اور صاحب ایمان یہ آوازیں سُنتے ہیں یا باغی الخیر اقبل۔ آجا بھلائی کے طالب آجا۔ یہ مقدس مہینہ مومنوں کو خدا کے قریب کرتا ہے۔ ان کی دُعائیں قبول فرماکر ارحم الراحمین۔ اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ رمضان کے ذکر میں فرمایا:۔

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ (البقرة آیت: ۱۸۷)

جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں کہدے کہ مَیں قریب ہوں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ مَیں پکارنے والے کی پکار سُنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ میری آواز پر لبیک کہیں۔ میرے حکموں کو مانیں۔ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ مبارک مہینہ بہرحال برکتوں والا ہے۔ جہاں انسان خدا کے آگے جھکے۔ اس کی شرائط پُوری کرے۔ وہ اپنی مراد کی جھولیاں بھرتا ہے۔ لیکن مرکز سلسلہ میں اس کا لطف کچھ سوا ہوتا ہے۔

ہر روز قرآن مجید کے ایک سیپارے کی تلاوت اس کا درس اور مختصر تشریح مرکزی مسجد میں ہوتی ہے۔ صبح کی نماز کے بعد حدیث کا درس مساجد میں ہوتا ہے۔ قریبًا مرکز کی ہر مسجد میں حفّاظ کلام پاک کو تراویح کی نماز میں سُناتے ہیں۔ خواتین و مرد کی کافی تعداد صبح کی نماز مسجد مبارک میں اپنے امام کے پیچھے جاکر ادا کرتے ہیں جہاں تر آنکھ نصیب ہوتی ہے۔ خواتین اس کے علاوہ اپنے محلہ جات میں قرآن مجید کی تدریس کرتی ہیں۔ کونسا گھر ہے جس سے صبح تلاوت کی آواز نہیں گونجتی۔ اس مبارک مہینہ میں قال اللہ اور قال الرسول کا ہر طرف تذکرہ ہوتا ہے۔ نظام کے ساتھ فطرانہ کی وصولی ہوتی ہے۔ اور ہر مستحق فرد تک عید سے پہلے ایک مناسب رقم پہنچ جاتی ہے۔ جو روزہ نہیں رکھ سکتے وہ مستحقین کو فدیہ ادا کرتے ہیں۔ لجنہ اپنے طور پر مستحقین میں کپڑے تقسیم کرتی ہے۔ جماعت کے کم تنخواہ پانے والوں کو عیدی وقت سے پہلے پہنچا دی جاتی ہے۔

الغرض مرکز سلسلہ میں اس بابرکت مہینہ میں روزہ کی رُوح اور اس کی حکمت پر ماشاء اللہ پُورا عمل ہوتا ہے۔ مسجدوں میں سسکیاں اور تر آنکھیں نصیب ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ بغیر کسی ڈھنڈورے اور اعلان کے ہوتا ہے۔ ریاء سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ محلہ جات میں جگانے والے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر اعلان کرتے ہیں کہ سحری کا وقت ختم ہونے میں

اتنے منٹ باقی رہ گئے — دن جاگتے ہیں۔ راتیں جاگتی ہیں — ہر شخص خدا کی رضا اور عفو کا متلاشی ہوتا ہے۔

اے بارِ الٰہ۔ یہ مہینہ رخصت ہو تو اس کے ساتھ اس کی برکتیں رخصت نہ ہوں۔ اس نے جو درسِ تربیت دیا ہم وہ بھول نہ جائیں۔ دل تیرے حضور جھکے رہیں۔ اور گناہوں سے بچتے رہیں۔ نیکیوں میں ترقی کرتے رہیں۔ اور اپنے ہر طرح کمزور بھائیوں کو ساتھ لے کر شاہراہ ہدایت پہ آگے ہی آگے بڑھتے رہیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

غیر ممالک میں وقفِ عارضی

غرناطہ سپین سے مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر نے ایک رپورٹ ہمیں برائے اشاعت بھجوائی ہے۔ جو ہبۃ النور صاحب کے چودہ روزہ وقفِ عارضی پر مشتمل ہے۔ ہبۃ النور صاحب ہالینڈ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے دو ہفتے وقفِ عارضی کے تحت سپین میں گذارے۔ انہیں غرناطہ میں مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر کے ساتھ تبلیغ کے یہ دن گزارنے کا موقع ملا۔ انہوں نے ان پندرہ روز میں غرناطہ کے ماحول میں ستر ستر اسی اسی میل تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ایک پرانی موٹر میں یہ دونوں مجاہد ضروری لٹریچر اور پمفلٹ لے کر روانہ ہو جاتے۔ قریہ قریہ گھوم کر کیسٹ کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔ لوگ ان کے گرد اکٹھا ہو جاتے۔ وہ انہیں اسلام اور احمدیت سے متعارف کراتے۔ ضروری لٹریچر دیتے۔ زبانی گفتگو کرتے۔ انہوں نے یونیورسٹیوں میں جاکر طلباء تک بھی اسلام کا پیغام پہنچایا۔ جن کے سینوں میں اسلام کی آگ دبی پڑی ہے۔ وہ اُن کے قریب آتے۔ اسلام کے بارہ میں دلچسپی لیتے۔

الحمد للہ کہ یہ مبارک سکیم اب غیر ممالک میں بھی شروع ہو چکی ہے۔ اگرچہ ابھی اس کا آغاز ہے۔ اور ابتداء میں ہر بڑا درخت بھی چھوٹی سی کونپل کی صورت میں پھوٹتا ہے۔ ہمیں اللہ کے فضل سے اُمید ہے کہ احباب خلیفۂ وقت کی تحریک پر زیادہ سے زیادہ لبیک کہیں گے۔ اور غیر ممالک میں جاکر فریضۂ تبلیغ ادا کر کے ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ٹھہریں گے۔

اے اللہ ہر نیکی کے کام میں ہمیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرما۔

تصحیح

ماہنامہ جون انصار اللہ کے شمارہ میں ص ۲۹ پر سوال و جواب کے تحت عبارت یوں ہے۔ تصحیح فرمالیں۔ ——— "تاریخ کی کُتب میں مذکور ہے کہ جس دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے والدِ محترم کی نسبت وہب کی بیٹی آمنہ سے ہوئی۔"

(ایڈیٹر)

حدیث الرسول ﷺ

جب حضرت خبابؓ نے شکوہ کیا

وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ خَبَّابِ بن الْاَرَت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَۃً لَہٗ فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟ اَلَا تَدْعُولنا فقال قَدْ کَانَ مَنْ قبلکُمْ یوخذُ الرَّجُلُ فَیُحْفَرُ لَہٗ فی الْاَرْضِ فَیُجْعَلُ فیھا ثُمَّ یُؤْتی بِالْمِنْشَارِ فَیُوْضَعُ عَلٰی رأسِہٖ فَیُجعَلُ نصفین وَیُمْشَطُ بِامشاطِ الحدیدِ ما دُوْنَ لَحْمِہٖ وَعَظْمِہٖ مَا یَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دینہ وَاللّٰہ لَیُتِمَّنَّ اللّٰہُ ھٰذا الاَمْرَحتّٰی یَسِیرَ الرَّاکِبُ من صنعاء اِلٰی حضرموت لا یخاف اِلَّا اللّٰہُ وَالذئبَ علی غَنَمِہٖ وَلٰکِنَّکُمْ تستعجلونَ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو عبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ ہمارے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں چاہتے۔ ہمارے لئے دُعا کیوں نہیں مانگتے۔ حضور نے جواب میں فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں پر یہ حالت بھی آئی کہ آدمی کو پکڑتے گڑھے میں اسے گاڑتے۔ پھر آرہ اُس کے سر پر رکھ کر اُسے دو ٹکڑے کر دیتے۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسم کے گوشت نوچ کر ہڈیاں ننگی کر دیتے۔ لیکن یہ سختیاں انہیں ان کے دین سے نہ روک سکیں۔ صادق و مصدوق نے پھر خبّاب کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ اس مشن کو مکمل کرے گا۔ یہاں تک کہ مسافر صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اُسے سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ ہوگا یا بھیڑیے کا ڈر اُسے بکریوں کے بارہ میں ہوگا۔ لیکن تم ذرا جلدی چاہتے ہو۔

خبابؓ مکّہ میں لوہارے کا کام کرتے تھے۔ دشمنانِ دین اُن کی بھٹی سے دہکتے کوئلے نکال کر انہیں پشت کے بل اُوپر لٹا دیتے۔ جسم کی چربی پگھل پگھل کر کوئلوں کو ٹھنڈا کر دیتی۔ بار بار کی مشق ستم سے اُن کی پشت کا چمڑہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ انہوں نے حضور سے اسی طرح شکوہ کیا جس طرح بچہ ظالم کے ظلم کا ذکر اپنے باپ سے کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتلایا کہ یہ ظلم وستم تو پہلے بھی توڑے جاتے رہے ہیں۔ لیکن سختیاں دین سے برگشتہ نہیں کر سکتیں۔ اور آج ماریں کھانے والو کل اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ پُرامن اور مستحکم حکومت قائم فرمائے گا۔ جس میں مکمل امن ہوگا۔ مسافر تک کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا کہ کوئی اُس سے راہ میں تعرض کرے گا۔ اور ساتھ ہی آپ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا۔ اللہ کی تقدیر کو کون روک سکتا ہے ولکنّکم تستعجلون میں بتلایا کہ صبر کرو۔ جلدی نہ کرو۔

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ملفوظات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود

" اب کیا قرآن کریم کا معجزہ اور اس کی پاک تعلیم کا نتیجہ اور اثر نہیں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ قدسی اور تاثیر انفاس کے ثمرات نہیں۔ ماننا پڑے گا کہ سب کچھ آپ ہی کے طفیل ہے کیونکہ یہ مسلّم بات ہے۔

خارقے از ولی مسموع است ۔ معجزہ آں نبی متبوع است

اس لئے جس قدر یہ نشانات اور آیات یہاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے خوارق اور معجزات اور پیشگوئیاں قرآن شریف ہی کی پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کی اتباع اور قرآن شریف ہی کی تعلیم کے ثمرات ہیں۔" (ملفوظات جلد سوئم ص۱۴۶)

" ہمارے معجزات سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے معجزات ہیں۔ ہمارا اپنا کچھ نہیں۔"

(ملفوظات جلد ۸ ص۱۹۷)

" یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب کمالات اور مخاطبات ہمیں متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ ؎ جمال ہمنشین درمن اثر کرد ۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ پہلا باب حاشیہ ص۲۴۲)

" اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں سے نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی کبھی شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ بجز محمدی نبوت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ ص۱۲۵)

" خدا کی قسم مجھے یہ مقام محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم کے انوار کی شعاعوں کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔" (حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص۶۵)

" جس قدر نشانات خدا تعالےٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے۔۔۔۔ لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اُس پاک نبی کی فضیلت ہے جس کی اُمّت میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔" (ملفوظات جلد ۷ ص۳۷)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم
اور
فریضۂ تبلیغ

یہ مقالہ مکرم مولانا محمد شفیع صاحب اشرف ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن نے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۲ء میں پیش فرمایا۔

ہمارے پیارے آقا، ہمارے سیّد و مولا حضرت محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کے پیغام کی اشاعت اور مخلوقِ خدا کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے وقف تھا۔ آپؐ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ ہر شخص تک خدائے واحد و یگانہ کا پیغام پہنچ جائے اور بنی نوعِ انسان اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرے۔

خدائی ارشاد کہ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ کی تعمیل میں، آپؐ تبلیغِ دین کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ہر ممکن ذرائع سے حق و حکمت کے ساتھ حد درجہ احسن رنگ میں فریضۂ تبلیغ کو ادا فرماتے۔ اور تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جس حُسن و خوبی اور جامعیت کے ساتھ آپؐ نے اپنے مقدس اور بنیادی فرض کو ادا کیا ہے اُس کی مثال قطعاً کسی اور جگہ ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔

جس حد تک یہ ممکن تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس اور براہِ راست دوسروں کو زبانی تبلیغ فرمائیں آپؐ حد درجہ ہمّت و شجاعت اور پامردی اور استقلال کے ساتھ ایسا کرتے رہے۔ قریہ قریہ پھرے۔ بستی بستی گئے۔ دُور دراز کے سفر کئے اور لوگوں کو راہِ حق کی طرف بُلایا۔ انہیں سمجھایا۔ حق اُن پر واضح کیا۔ اپنی زبان سے۔ اپنے عمل سے۔ اپنے بے مثال حُسنِ اخلاق سے اور اپنی اندھیری راتوں کی متضرعانہ دُعاؤں سے مجسّم تبلیغ بنے رہے —— لیکن ظاہر ہے کہ اسلام کے عالمگیر مشن کے پیشِ نظر ہر جگہ خود پہنچ کر تبلیغ کرنا بھی آپ کے لئے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ سرزمینِ حجاز سے باہر اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے آپ نے مراسلات کا ذریعہ استعمال فرمایا۔ اور اس وقت کی معلوم دُنیا کے قریباً تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور فرمانرواؤں اور رؤسا کو آپؐ نے تبلیغی خطوط بھجوائے اور اس طرح انہیں اسلام سے متعارف کروایا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا تو اہلِ مکّہ نے شدید مخالفت کی اور مسلسل انیس ۱۹ سال تک مختلف طریقوں سے آپؐ کو تکالیف پہنچاتے رہے۔ اور یہ کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح آپ اپنے مشن سے باز آجائیں۔ مخالفت کے یہی حالات بہت حد تک

آپ کے لئے اس امر میں مانع تھے کہ آپ عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لئے کوئی کارروائی کر سکیں۔ لیکن جونہی ۶ھ ہجری میں خدا تعالےٰ کی تقدیر نے مخالفینِ اسلام کو مسلمانوں کے ساتھ صلح اور امن کے ساتھ رہنے پر مجبور کر دیا اور مسلمانوں کو کسی حد تک اندرونی اطمینان اور سکون نصیب ہوا تو فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیرونی دُنیا کی طرف بھی توجہ فرمائی ۔۔۔ اور یہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے اسلام کی عالمگیر تبلیغ اور اشاعت کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

صُلح حدیبیہ کے معًا بعد حضور نے متعدد بادشاہوں اور فرمانرواؤں کو اسی مقصد کے پیشِ نظر تبلیغی خطوط لکھوائے۔ ان کی تعداد ۲۹ بتائی جاتی ہے۔ جن لوگوں کو خطوط لکھے گئے ان میں رُوما کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ قیصر۔ فارس کے بادشاہ کسریٰ۔ اسکندریہ اور مصر کے فرمانروا مقوقس۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی۔ یمامہ کے رئیس اور غسّان کے حاکم (اور دیگر کئی قبائل اور کئی افراد) شامل ہیں۔ اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے چاروں اطراف کے حکمرانوں کو مخاطب فرمایا۔

ان خطوط میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پہلو سے کمال حکمت کا انداز اختیار فرمایا۔ مثلاً یہی کہ جب حضورؐ نے ان بادشاہوں کو خطوط لکھنے سے متعلق صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ، دُنیوی حکمرانوں کا یہ عام دستور ہے کہ وہ مہر شُدہ خط کے بغیر کسی اور خط کی طرف توجہ نہیں دیتے تو حضور نے بطور خاص چاندی کی ایک انگوٹھی تیار کروائی جس میں "محمدؐ رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کروائے گئے۔ (اُلٹے حروف تھے جن کی وجہ سے نقش صحیح آتا تھا) لفظ اللہ سب سے اوپر تھا۔ رسول نیچے اور محمدؐ سب سے نیچے۔ گویا خدا تعالیٰ کا نام سب سے بالا اور مقدّم ہے۔ اس بظاہر چھوٹی سی بات سے بھی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اپنے خالق و مالک خدا کے ساتھ عشق اور محبت اور ادب کے کس مقام پر تھے۔

انگوٹھی تیار کروا کر جو تدبیر آپ نے اختیار فرمائی وہ بھی اس اَمر کی دلیل ہے کہ آپؐ کس طرح تبلیغ کے لئے ہر وہ ممکن ذریعہ استعمال فرمانا ضروری سمجھتے تھے۔ جس سے مخاطب کو حق کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔ (یہی وہ انگوٹھی تھی جو حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ کے پاس تھی۔ بعد میں حضرت عثمانؓ سے ایک کنوئیں میں گر گئی اور پھر نہ مل سکی)۔

پھر حضورؐ نے اس بات کو بھی ملحوظ رکھا کہ ان خطوط کو لے کر ایسے آدمی جائیں جو مکتوب الیہ کی زبان جانتے ہوں۔ طور طریق سے واقف ہوں۔ وہاں کے مُلکی آداب کو سمجھتے ہوں۔ اور اُن علاقوں میں پہلے بھی جا چکے ہوں۔

پھر ان خطوط میں حضور نے دل نشین اور پُرحکمت جوامع الکلم لکھوائے۔ مخاطب کے ذہن اور نظریات کا خیال رکھا۔ اور انہیں عزت اور نرمی اور اکرام کے ساتھ مخاطب کیا۔ جہاں مثلاً عیسائی بادشاہ ہیں وہاں اُس قدرِ مشترک کا بھی ذکر کر دیا جس پر کم از کم اتفاق ہو سکتا ہے۔ اور باہم محبت اور اتحاد کے ساتھ رہا جا سکتا ہے۔ پھر اپنے یقین اور عزم کا بھی اظہار ہے کہ تم مانو یا نہ مانو۔ جس صداقت پر ہم قائم ہیں۔ وہ بہر حال پھیلے گی۔ اور غالب آکر رہے گی۔ اگر تم مان جاؤ تو تمہارے لئے برکتوں کے دروازے کھُل جائیں گے۔ اور اگر نہ مانو گے تو اس کی ذمہ داری بھی خود تم پر ہوگی۔

(غالباً) سب سے پہلا تبلیغی خط جو حضور نے لکھا ہے وہ عظیم ترین سلطنت رُوما کے حاکم اعلیٰ ہرقل کے نام تھا۔ وہ ان

الفاظ میں ہے :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من محمدٍ عبداللّٰہِ ورسولِہٖ الٰی ھرقل عظیمِ الروم۔ سلامٌ علٰی مَن اتّبع الھُدٰی امّا بعدُ فانّی اَدْعوکَ بِدِعایَۃِ الْاسلام۔ اسلِمْ تَسْلِمْ یؤتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مرّتین۔ فان تولّیتَ فعلیکَ اثم الاریسیّین وَ یا اَھْلَ الکتابِ تعالَوْا اِلٰی کلمۃٍ سواءٍ بَیْننا وَ بَیْنَکم اَن لَا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بعضًا اَربابًا مِنْ دُونِ اللّٰہِ۔ فَاِنْ تَولَّوا فَقُولُوا اشْھَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْن۔ (بخاری کتاب الایمان)

اس کا ترجمہ یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحمٰن ۔ یہ خط خدا کے بندے اور اُس کے رسول محمدؐ کی طرف سے روما کے رئیس ہرقل کے نام ہے۔ سلامتی ہو اُس شخص پر جو ہدایت کو قبول کرتا ہے۔ اے رئیس روما اس کے بعد میں آپ کو اسلام کی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لائیے۔ خدا تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر دے گا۔ لیکن اگر آپ نے روگردانی کی تو یاد رکھیئے کہ آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یعنی ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی صورت میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور خدا کو چھوڑ کر اپنے میں سے کسی کو اپنا آقا اور حاجت روا نہ گردانیں۔ پھر اگر ان لوگوں نے روگردانی کی تو اُن سے کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو بہرحال خدائے واحد کے دامن کے ساتھ وابستہ اور اُس کے فرانبردار رہیں۔

یہ خط حضور کے صحابی حضرت دحیہ کلبیؓ لے کر گئے تھے۔ جب یہ خط پڑھا گیا تو ہرقل نے کہا کہ اس مدّعی رسالت کی قوم کا کوئی شخص اگر یہاں ہو تو اسے بلایا جائے۔ چنانچہ ابوسفیان ان دنوں اُس علاقہ میں تھے۔ ہرقل نے اُن سے تفصیلی طور پر حالات دریافت کئے۔ اور کہا کہ کاش میں اُس شخص تک پہنچ سکتا تو اُس کے پاؤں دھوتا۔ (افسوس کہ بعد میں یہ بادشاہ اپنی رعایا اور درباریوں سے ڈر گیا۔)

ایک اور خط حضور نے فارس کے باشاہ کسریٰ کو لکھا۔ یہ گویا دوسرا عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ من محمدٍ رسول اللّٰہِ اِلٰی کسریٰ عظیم فارس۔ سلامٌ علٰی مَنِ اتبع الھُدٰی وَاٰمن باللّٰہِ وَرسولِہٖ۔ وَشھِدَ اَن لا الٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدہٗ لَا شریکَ لہ وَ شھد اَنّ محمدًا عبدہٗ ورسُولہٗ ادعوکَ بدعایۃِ اللّٰہِ فانّی رسول اللّٰہِ الی النّاس کافّۃً لِاُنذِرَ مَن

كَانَ حَيًّا وَ يَحِقَّ الْقَولُ عَلَى الْكَافِرِينَ - أَسْلِمْ تَسْلِمْ فَإِن توليت فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْمَجُوْسِ -

یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بے مانگے رحم کرنے والا اور اعمال کا بہترین بدلہ دینے والا ہے۔ یہ خط خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے فارس کے رئیس کسریٰ کے نام ہے۔ سلامتی ہو اُس شخص پر جو ہدایت کو قبول کرتا ہے اور خدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاتا ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے۔ اور وہ اس بات کی بھی گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اے رئیس فارس! میں آپ کو خدا کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں۔ کیونکہ میں سب انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ میں ہر زندہ انسان کو ہوشیار کر دوں اور تا انکار کرنے والوں پر خدا کا فیصلہ واجب ہو جائے۔

اے رئیس فارس۔ آپ اسلام کو قبول کریں۔ کیونکہ اب آپ کے لئے صرف اسی میں سلامتی کا رستہ ہے لیکن اگر آپ اعراض کریں گے تو یاد رکھیں کہ اس صورت میں آپ کے اپنے گناہ کے علاوہ آپ کی مجوس رعایا کا گناہ بھی آپ کی گردن پر ہوگا۔"

حضرت عبداللہؓ بن حذافہ یہ خط لے کر گئے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جونہی کسریٰ نے اس خط کو سُنا وہ غصہ سے بھر گیا۔ اور ترجمان سے خط لے کر اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور کہا کہ میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے۔

جونہی اس واقعہ کی اطلاع حضور کو پہنچی تو آپ نے دینی غیرت کے جوش میں فرمایا:۔

"اب یہ لوگ خود ریزہ ریزہ ہو جائیں گے" ایک اور روایت ہے کہ "خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کر دے گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ کسریٰ نے تو آپ کا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہے مگر قیصر نے گو آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ لیکن بظاہر ادب اور عزت سے پیش آیا ہے تو آپ نے فرمایا

أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيُمَزَّقُونَ وَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَسَيَكُونُ لَهُمْ بَقِيَّةٌ (زرقانی)

ایرانی حکومت تو فوراً پاش پاش کر دی جائے گی۔ مگر رومی حکومت کو خدا کچھ مہلت دے گا۔ سو بعینہ یہی ہُوا۔ کسریٰ کی حکومت چند سال کے اندر خاک میں مل گئی۔ مگر قیصر کی سلطنت کا بہت سا حصّہ چھن جانے کے باوجود ایک لمبے عرصہ تک قائم رہی (سیرت خاتم النبیین ص۱۹۱)

کسریٰ نے صرف یہی نہ کیا کہ حضور کا خط پھاڑا۔ بلکہ اس نے یمن کے گورنر باذان کو حکم بھیجا کہ حجاز میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اُسے گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو۔ اور اگر نہ مانے تو اُسے قتل کروا دو۔ یمن کے گورنر نے اپنے آدمی مدینہ بھجوائے۔ جب ان لوگوں نے حضور سے ملاقات کی اور یہ پیغام دیا تو حضور متبسم ہوئے اور جواب میں اسلام کی تبلیغ کی اور فرمایا کہ

تم آج کی رات ٹھہرو میں کل تمہیں اس کا جواب دُوں گا۔ جب دوسرے دن وہ لوگ حضور کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

اَبلِغَا صَاحِبَکُمَا اَنَّ رَبِّیْ قَتَلَ رَبَّہٗ فِی ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ ۔ کہ جاؤ جاکر اپنے آقا (یمن کے گورنر) کو بتادو کہ میرے ربّ یعنی خدائے ذوالجلال نے اس کے ربّ یعنی کسریٰ کو آج رات قتل کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ آدمی واپس لوٹ گئے۔ جاکر وہاں پتہ لگا کہ گورنر کو کسریٰ کے بیٹے شیرویہ کا خط ملا ہے کہ ہم نے اپنے باپ کو اس کے ظالمانہ رویہ کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اَب تم میرے نام پر علاقہ کے لوگوں سے اطاعت کا عہد لو۔ اور میرے باپ نے عرب کے ایک شخص کے بارے میں جو حکم بھیجا تھا اُسے منسوخ سمجھو۔ اور میرے دوسرے حُکم کا انتظار کرو۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جس رات حضور نے فرمایا تھا اسی رات کسریٰ قتل ہُوا تھا۔ چنانچہ یمن کے گورنر نے بے اختیار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بات کی تصدیق کی اور اسی وقت حضورؐ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اور اس طرح اور بھی بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے جن جن لوگوں کو خطوط بھجوائے انہوں نے جو جو رویّہ اُن کے بارہ میں اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی سلوک اُن کے ساتھ کیا۔ جن لوگوں نے حضور کے خطوط کی قدر کی اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے بھی ہدایت اور عزّت کے سامان پیدا فرمادیئے۔ اور جنہوں نے ناقدری اور اعراض کا مظاہرہ کیا وہ بھی اپنے انجام کو پہنچے اور عبرت کا سامان بن گئے۔

بہرحال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خطوط کے اس سلسلہ سے تبلیغ اسلام کا ایک نیا دروازہ کھُلا اور عرب سے باہر کی دُنیا بھی اسلام سے متعارف ہوتی چلی گئی اور اسلام کا عالمگیر مشن دُنیا میں پھیلنا شروع ہو گیا۔

اگرچہ حضور کے اُس زمانہ میں اسلام کا پیغام دُنیا کے کونہ کونہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس لئے کہ اس کے لئے بھی دراصل یہ زمانہ مقدر ہے جو حضور کی جمالی بعثت اور تکمیلِ اشاعت کا زمانہ ہے۔

پس آج آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم بھی اس مبارک طریقِ تبلیغ کو زیادہ اہمیّت کے ساتھ اختیار کریں۔ اور دُنیا کے تمام بڑوں اور چھوٹوں، اپنوں اور بیگانوں، واقفوں اور ناواقفوں سب کو خواہ وہ نزدیک ہوں یا دُور دراز کے علاقوں میں حق کا پیغام پہنچادیں۔ آج احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کے لئے ایسی ہی مساعی کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اسوۂ رسولؐ کو مدّنظر رکھتے ہوئے مسیح موعود کی پیروی کرتے ہوئے، خلفاء مسیح موعود کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے اپنے قلم اور اپنے نمونہ سے دوسروں تک حق پہنچائے اور ہر اُس طریق کو اختیار کرے جو ہمارے سید و مولا نے اس غرض کے لئے اختیار فرمایا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بے دھڑک تبلیغ کرنیوالے

حضرت منشی فیاض علی صاحب

بزبان حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ ـــ فیصل آباد

"حضرت اقدس کے صحابی حضرت منشی فیاض علی صاحب قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ گویا منشی عبدالرحمٰن صاحب کے قصبے سے ہی آکر محکمہ چُنگی کپورتھلہ میں ملازم ہوئے۔ اُن کی طبیعت کا رنگ جُدا گانہ تھا۔ بے دھڑک اور بے دریغ تبلیغ کرتے تھے۔ آپ کا نام تین سو تیرہ میں ہے۔ آریوں کے ساتھ مناظرہ اور لے دے رکھتے تھے۔ عیسائیوں سے گفتگو کرتے اور کسی جگہ بند نہ ہوتے۔ خُوب خُوب اعتراض اور جوابات بروئے کار لاتے۔ جب مسجد احمدیہ کپورتھلہ پر مخالفین نے قبضہ کر لیا اور احمدیوں کو عدالت میں دعویٰ کرنا پڑا تو شہر کے عمائدین اور رؤسا مدعا علیہ تھے۔ احمدی چند احباب تھے۔ جو انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ ان کا رسوخ واثر کوئی نہ تھا۔ مقدمے میں کُفر و اسلام کی بحثیں ہوتی تھیں۔ مولویوں کی نئی نئی مخالفت تھی۔ والد صاحب کی پُر زور تحریری بحثیں مسل سے منسلک مَیں نے دیکھی ہیں۔ فریق مخالف بھی تحریری بحثیں داخل کرتا تھا۔ جماعت کپورتھلہ کو مسجد مل جائے گی۔ کپورتھلہ کے اس ماحول میں یقیناً اسے کوتاہ اندیش تصور کیا جاتا۔ مخالفین کو یقین کامل تھا کہ عدالت ان کے حق میں فیصلہ کرے گی۔ مَیں نے بچپن میں ان مخالفین کے یہ تیور خود دیکھے ہیں۔ احمدیوں کے راستے تک بند تھے۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب چکر کاٹ کر گھر جاتے۔ حافظ امام دین صاحب امام مسجد احمدیہ کو پیٹا گیا اور گھسیٹا گیا۔ ان کی پگڑی میں آگ پھینکی گئی۔ گالی گلوچ ایک عام بات تھی یعنی آوارہ طبع لوگ راستہ روکے رہتے تھے۔ اور احمدیوں کو ستانا اور گالی دینا ان کا ایک محبوب اور موجب ثواب مشغلہ تھا۔ سات سال تک یہ مقدمہ جاری رہا۔ اتفاقاً دورانِ مقدمہ منشی فیاض علی صاحب نے لدھیانہ کے مقام پر ایک محفل میں بڑے عجز و الحاح کے ساتھ آبدیدہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم سے مسجد چھن گئی ہے۔ حضور دُعائیں فرمائیں کہ مسجد ہمیں مل جائے۔ حضرت صاحب نے اس وقت بڑے جلال کے رنگ میں فرمایا:۔

"اگر مَیں سچا ہوں اور میرا سلسلہ سچّا ہے تو مسجد تمہیں ضرور ملے گی"۔

صداقت کے بیان کرنے میں منشی فیاض علی صاحب بڑے بے دھڑک آدمی تھے۔ انہوں نے لدھیانہ سے واپس آکر مخالفین سے اعلانیہ اس بات کا اظہار کیا۔ کہ حضرت صاحب نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اَب انتظار کرو۔ فانتظروا انّی من المنتظرین

دوران مقدمہ میں اس قسم کی تحدی اور مخالفین سے اظہار احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہو تو ہو۔ لیکن منشی صاحب نے حضرت صاحب کے مُنہ سے مندرجہ بالا الفاظ سُنے تھے۔ اور اُن کے واہم میں یہ بات نہ آسکتی تھی۔ کہ یہ بات آپ غیر یقینی ہو سکتی ہے۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ محلّہ کے ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ منشی صاحب کی شرط بندھ گئی کہ اگر مسجد احمدیوں کو مل جائے تو وہ ڈاکٹر حضرت صاحب کی بیعت کرے گا۔ ورنہ منشی صاحب اپنی بیعت سے دست کش ہوں گے۔ یہ بات ٹھن گئی اور اس سے ظاہر ہے کہ دونوں فریق کو اپنی اپنی کامیابی کے متعلق کسی قسم کا کوئی شک نہ تھا۔

بالآخر مسجد کا فیصلہ احمدیوں کے حق میں ہُوا۔ اور نہایت مخالفانہ حالات کے باوجود ہُوا۔ آخر عدالت کے حاکم نے ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ بحث سُن چکا تھا۔ اور مخالفانہ انداز خیال ظاہر کر چکا تھا۔ بحث کے بعد مقدمہ فیصلہ پہ رکھا گیا۔ کہ ایک دن وہ کچہری آنے کی تیاری میں تھا کہ اچانک اس کی موت واقع ہوگئی۔ یعنی حرکتِ قلب بند ہو جاتے سے۔ منشی عبدالسمیع صاحب خلف منشی عبدالرحمٰن صاحب جن کا اُوپر ذکر ہُوا۔ ایک روز پیشتر یہ رؤیا دیکھ چکے تھے کہ کسی شخص نے بازار میں منشی عبدالسمیع صاحب سے یہ ذکر کیا ہے کہ اس حاکم کی اچانک موت ہوگئی ہے۔ دوسرے دن من وعن یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ اور بازار میں جاتے ہوئے ایک شخص نے منشی عبدالسمیع سے ذکر کیا کہ وہ حاکم فوت ہو گیا ہے۔ منشی عبدالسمیع کا رؤیا من وعن پُورا ہُوا۔ اور حضرت صاحب کی بات پُوری ہوئی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود　٭　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔"

(اصحاب احمد جلد ۱۲ صہ ۱۲۱ تا صہ ۱۲۱)

روزہ کھولتے وقت کی دُعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ
اِنْشَاءَ اللّٰہ

اَے اللہ مَیں نے تیری رضاء کے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے کھولا۔ پیاس جاتی رہی اور رگوں میں تری آئی۔ اور اگر خدا نے چاہا تو اجر قائم ہُوا

نماز میں ذوق معرفت الٰہی سے پیدا ہوتا ہے

مرسلہ :۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب بسمل

ماموریِ زمانہ فرماتے ہیں :۔

"انسان جب خدا کو پہچان لے تو پھر نماز ہی نماز میں رہتا ہے ۔ یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ خواہ کوئی ادنیٰ سی بات ہو۔ جب اس کو پسند آجاتی ہے ۔ تو پھر دل خواہ نخواہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے ۔ اسی طرح پر جب انسان اللہ تعالےٰ کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کے حسن و احسان کو تو دل بے اختیار ہو کر اس کی طرف دَوڑتا ہے ۔ اور بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے ۔ اصل نماز وہی ہے ۔ جس میں خدا کو دیکھتا ہے ۔ اس زندگی کا مزہ اسی دن آسکتا ہے ۔ جبکہ سب ذوق اور شوق سے بڑھ کر جو خوشی کے سامانوں میں مل سکتا ہے ۔ تمام لذت اور ذوق دُعا ہی میں محسوس ہو۔ یاد رکھو کوئی آدمی کسی موت و حیات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ خواہ رات کو موت آجائے یا دن کو۔ جو لوگ دُنیا سے ایسا دل لگاتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں ۔ وہ اس دنیا سے نامراد جاتے ہیں ۔ وہاں ان کے لئے خزانہ نہیں ہے جس سے وہ لذت اور خوشی حاصل کر سکیں ۔

انسان جس لذت کا خوگرفتہ اور عادی ہو جب وہ اس سے چھڑائی جاتی ہے تو وہ ایک دُکھ اور درد محسوس کرتا ہے اور یہی جہنم ہے ۔ پس جبکہ ساری لذتیں دُنیا کی چیزوں میں محسوس کرنے والا ہو تو ایک دن یہ ساری لذتیں چھوڑنی پڑیں گی ۔ پھر وہ سیدھا جہنم میں جائے گا ۔ لیکن جس شخص کی ساری خوشیاں اور لذتیں خدا میں ہیں ۔ اس کو کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہو سکتی ۔ وہ اس دُنیا کو چھوڑتا ہے تو سیدھا بہشت میں ہوتا ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ دل اللہ کے اختیار میں ہے ۔ وہ جس وقت چاہتا ہے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے اور اس کو سمجھ آجاتی ہے کہ سچا سرور اور خوشحالی اس میں ہے کہ خدا کو پہچانا جائے ۔ بات کو دل تک پہنچانا خدا کا کام ہے ۔ جو دلوں کو زندہ کرتا ہے اور بیدار ہے ۔ باقی تمام جوارح آنکھ ہاتھ وغیرہ ایسے ہیں جو انسان کے اختیار میں ہیں ۔ مگر دل اس کے اختیار میں نہیں ہے ۔ اس وقت تک اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھنا چاہیئے جب تک دل مسلمان نہ ہو جاوے ۔ اور دل مسلمان نہیں ہوتا جب تک وہ لہو و لعب سے لذت حاصل کرتا ہے ۔ اس کے مسلمان ہونے کا وہی وقت ہے جب وہ دنیوی حیثیت سے دل برداشتہ ہو گیا ہے ۔ اور دُنیا کی لذتیں اور خوشیاں ایک تلخی کا رنگ دکھائی دیتی ہیں ۔ جب یہ حالت ہو تو پھر انسان اپنے آپ کو مشاہدہ کرتا ہے کہ مَیں وہ نہیں رہا ہوں بلکہ اور ہو گیا ہوں ۔ پھر دل میں ایک کشش پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لذت حاصل کرتا ہے ۔ اور ایسی محبّت اسے نماز سے ہو جاتی ہے ۔ جیسے کسی اپنے عزیز کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے ۔ یہ ہے اصل جڑ ایمان کی ۔ مگر یہ انسان کے اپنے اختیار

میں نہیں ہے۔ ہم اس بات کا نمونہ نہیں بتا سکتے۔ اور نہ الفاظ میں اس کو سمجھا سکتے ہیں۔ کیونکہ الفاظ حقیقت کے قائم مقام نہیں ہوتے۔ اس لئے جب یہ حالت آتی ہے تو پھر انسان اپنی گذشتہ زندگی پر حسرت و افسوس کرتا ہے کہ وہ یونہی ضائع ہو گئی۔ کیوں پہلے ایسی حالت مجھ پر نہ آئی۔

نماز اصل میں ربّ العزت سے دُعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ اس پر اپنا فضل کرے گا۔ اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذّت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذّت آئے گی۔ اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دُعائیں مانگنا ضروری ہیں۔ اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذّت اور ذوق پیدا ہو۔ یہ دُعا کرے کہ "اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت مُردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مر جاؤں گا۔ تُو ایسا شُعلہ نور میرے دل پہ نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اُٹھوں۔ اور اندھوں میں نہ جا ملوں"۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۲-۳۲۰)

مسجد میں داخل ہونے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰہِ الصلوٰۃ وَالسلام علیٰ رسول اللّٰہ۔ اللّٰھمّ اغفر لِی ذنوبی وافتح لِیْ ابواب رحمتك

اللہ کے نام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ درود اور سلامتی ہو خدا کے رسول پر۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے نکلنے کی دُعا

آخری حصّہ دُعا میں صرف ایک لفظ تبدیل کیجئے۔ یعنی وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فضلِكَ

اور دوسری دُعا یہ آئی ہے مسجد سے نکلنے کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِك

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوالی ہوں۔

اَور صَدی بیت گئی

غلام باری سیف

مہدی کی آمد

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کی آمد قطعی اور یقینی ہے ۔ اس کا آنا اسلام کی تمکنت اور قوّت کا موجب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کی مدد کرے اور اُسے قبول کرے[1]۔ ایک حدیث میں آیا ہے جب تم اس کا زمانہ پاؤ تو اس کی بیعت کرنا۔ اور اگر تمہیں برف کے پہاڑ پر گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ تب بھی اس کی خدمت میں حاضر ہونا کیونکہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے[2]۔ ایک حدیث میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب مہدی آئیں انہیں میرا سلام پہنچایا جائے[3]۔ عقائد کی کُتب میں لکھا ہے کہ مہدی کے بارہ میں احادیث تواتر یعنی بڑی کثرت سے مروی ہیں[4]۔ یہی وجہ ہے کہ مہدی کی آمد کو مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ قرار دیا گیا[5] اور احادیث سے ثابت ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں[6]۔

مہدی کے کام

سورۃ صف کی آیت هو الّذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه کی تشریح میں مفسّرین نے لکھا کہ تکمیلِ اشاعتِ اسلام مسیح اور مہدی کے ذریعہ ہوگی[7]۔ سورۃ جمعہ کی آیت وَ اٰخرین منهم لمّا یلحقوا بهم کی تشریح میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کے پوچھنے پر فرمایا۔ آخرین فارسی الاصل خاندان کے لوگ ہیں۔ جو پھر ایمان زمین پر لائیں گے[8]۔ بخاری کی حدیث ہے کہ اس کے ذریعہ صلیبی عقیدہ کا بطلان ہوگا۔ ابو داؤد میں ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام سب ادیان پر غالب آئے گا[9]۔ اس کا کام احیاء اسلام اور تجدید دین ہے ۔

---

[1] ۔ ابو داؤد باب ذکر المہدی ۔ [2] کنز العمّال کتاب القیامۃ و خروج المہدی ۔ [3] کنز العمال کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السّلام حدیث نمبر ۳۲۲۵۰ ۔ [4] نبراس صفحہ ۵۲۴ ۔ [5] دس سوالات کے جوابات از مودودی صاحب ۔ مشاہیر اسلام جلد ۱ صفحہ ۱ شائع کردہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ ۔ [6] ابن ماجہ باب شدّۃ الزمان و کنز العمّال جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ ۔ [7] ۔ ابن جریر و تفسیر صافی و بحار الانوار ۔ [8] بخاری کتاب التفسیر و ترمذی ابواب المناقب باب فضل العجم ۔ [9] ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجّال ۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس کی آمد اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث ہوگی۔ اس کے عہد سعادت میں اسلام کی دوبارہ ترقی کے متعلق خدا اور اس کے رسول کے وعدے پورے ہوں گے۔ ان وعدوں کی وجہ سے اُمّت اس موعود کی منتظر تھی۔ حتیٰ کہ مشہور صحابی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے۔ اگر وہ میری زندگی میں آگئے تو اسلام کی سربلندی کے لئے میں اُن کے ساتھ ہوں گا۔ اور اس کے نتیجہ میں آگ جہنم سے آزاد ہوں گا[1] اور اُمّت مسلمہ کے نثر نگاروں اور شعراء نے ان کی جلد آمد کے لئے خدا سے دعائیں کی۔ جناب تمنّا عمادی خدا سے دُعا کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

ہوچکا امتحان صبر و رضا ؂ اَب نہیں وقت آزمانے کا
بھیج دے اَب امام مہدی کو ؂ یا طریقہ بتا بہلانے کا

مہدی کب آئیں گے

مہدی کے کام سے ان کے زمانہ کی تعیین ہوجاتی ہے۔ اُن کا کام احیاء اسلام اور غلبۂ اسلام بر ادیانِ اخریٰ ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ دردمند مسلمانوں نے اُمّت کے تنزّل پر مرثیے کہے۔ خدا سے شکوے کئے۔ عیسائیت کے غلبۂ و زور نے تقاضا کیا کہ کوئی آسمانی تائید یافتہ مبعوث ہو جو اس کشتی کا ناخدا ہو۔

مہدی اور مسیح کے زمانہ کی تعیین کے لئے قرآن مجید اور احادیث سے قربِ قیامت اور آخری زمانہ کی علامات کا مطالعہ کیجئے قرآن مجید میں اس کی علامات چھاپہ خانوں کی کثرت، رسل و رسائل اور سفر کی آسانیاں، صلحاء اور ربّانی علماء کا فقدان، سمندروں کا باہم مل جانا، آثارِ قدیمہ کی دریافت وغیرہ بیان ہوئی ہیں[2]۔

اہلِ حدیث کے مشہور عالم نواب صدیق الحسن خانصاحب نے حجج الکرامۃ اور اقتراب الساعۃ میں احادیث کی روشنی میں ان تمام علامات کو بیان کیا ہے۔ ان علامات سے اُس زمانہ کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے مہدی کی ایک ایسی علامت بیان فرمائی ہے جس کے بارہ میں آپؐ نے فرمایا یہ علامت کسی دوسرے کے لئے آج تک ظاہر نہیں ہوئی اور وہ ہے رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں گرہن ہوگا[3]۔

مشکوٰۃ کی ایک حدیث الآیات بعد المائتین سے مشہور حنفی امام ملّا علی قاری نے یہ استدلال کیا ہے کہ بارہ صدیاں گذرنے کے بعد مہدی آئیں گے[4]۔ حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ بارہ سو چالیس میں امام مہدی ظاہر ہوں گے[5]۔

---

[1] نسائی باب غزوۃ الہند و ابن ماجہ حاشیہ باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ۔ [2] سورۃ تکویر اور سورۃ انفطار
[3] دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ [4] حاشیہ مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ۔
[5] النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مطبع احمدی پٹنہ۔

الیواقیت والجواہر کے مصنّف علاّمہ شعرانی (جن کا زمانہ دسویں صدی ہجری ہے)۔ مہدی کی پیدائش ۱۲۵۵ھ ہجری بیان کرتے ہیں[1]۔ اور ۱۲۵۵ھ ہجری وہ سال ہے جس میں حضرت مرزا غلام احمد مدعی مسیحیت و مہدویت پیدا ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے مہدی کا ظہور تاریخی طور پر لفظ چراغ دین سے بیان کیا۔ جس کے عدد ۱۲۶۸ بنتے ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالےٰ نے آپ کو کشوف و الہام سے سرفراز فرمایا۔ نواب صدیق الحسن خان نے مہدی کی بعثت کا زمانہ تیرھویں صدی اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی قرار دیا ہے۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں مدّعی مسیحیت و مہدویت قادیان کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۵۰ھ ہجری بروز جمعہ بعد نماز فجر قادیان میں ہوئی۔ ۱۲۶۸ھ ہجری کا وہ زمانہ ہے جب آپ کو کشوف و الہامات سے خدا نے نوازا۔ ۱۳۱۱ھ میں آپ کے لئے سورج و چاند کو گرہن لگا۔ اور چودھویں صدی میں آپ نے جماعت احمدیّہ کے قیام کا اعلان فرمایا۔

غور کیجئے! جس موعود مسیح اور مہدی سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ مقدر تھی۔ جس کی بعثت کے زمانہ کی خدا کے رسول صلعم اور صلحائے اُمّت نے نشاندہی کی تھی۔ وہ زمانہ بیت گیا۔ کیا ہم اس وعید کے تحت تو نہیں آتے جو خدا کے رسول نے کی تھی کہ جس نے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیّت کی موت مرا۔ اور وہ حدیث مجدّدین کہاں گئی کہ ہر صدی کے سر پر خدا مجدّد مبعوث کرے گا[2]۔

دیکھئے کس پیرایہ میں مامور زمانہ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی آپ فرماتے ہیں۔

"اے عزیزو! یاد رکھو کہ جو شخص آنا تھا آچکا۔ اور صدی جس کے سر پر مسیح موعود آنا چاہیئے تھا۔ اس میں سے بھی سترہ برس گزر گئے۔ اور اس صدی میں جس پر اُمّت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدّد بھی پیدا نہ ہُوا۔ اور محض ایک دجّال پیدا ہُوا۔ کیا ان شوخیوں کا حضرت ربّ العزّت کی درگاہ میں جواب نہیں دینا پڑے گا۔ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے۔ آخر اِس قدر تو خدا کا خوف چاہیئے تھا۔ کہ جو شخص صدی کے سر پر پیدا ہُوا۔ اور رمضان کے کسوف و خسوف نے اس کی گواہی دی۔ اور اسلام کے موجودہ ضُعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اس کی ضرورت ثابت کی۔ اور اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مُہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا۔ ....

مبارک ہے وہ شخص جو خدا کی آواز کو سُنتا اور زمانہ کے امام کو پہچانتا ہے[3]۔"

---

[1] الیواقیت والجواھر مطبوعہ مصر و نور الابصار فی مناقب اھل بیت النبی

[2] مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الاوّل۔

[3] اربعین ۲ ص ۲۹ ۔ ۱۹۰۰ء

تورات میں مثیل موسیٰؑ کی پیشگوئی

ماسٹر برکت اے خان کے رسالہ پر ایک نظر

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور

ماسٹر برکت اے خان نے "کون مثیل موسیٰ ہے؟" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں تورات کی پیشگوئی پر تبصرہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے الفاظ یہ ہیں:۔

خداوند تیرا خدا تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔

ماسٹر صاحب کا ادّعا ہے کہ اس کے مصداق مسلمانوں کے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ یسوع مسیح ہیں تورات کی پیشگوئی کا تجزیہ درج ذیل ہے:۔

- بنی اسرائیل نے نزولِ شریعت پر مشتمل جلوۂ خداوندی دیکھنے سے انکار کیا۔ اس لئے فرمایا کہ اَب ان کے بھائیوں میں ایک عظیم الشان شرعی پیغمبر آئے گا۔ یعنی وہ پیغمبر بنی اسرائیل میں نہیں بلکہ ان کے بھائیوں میں سے ہو گا۔
- وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہوگا۔
- وہ نبی توحید کا علمبردار ہوگا۔ اس کے کلام اور کام کے ذریعہ دوسرے معبودوں کی نفی ہو جائے گی۔
- خدا تعالےٰ اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالے گا۔ اور جو کچھ وہ اسے حکم دے گا وہ ان سے کہے گا۔ گویا وہ خالصتاً کلام الٰہی پیش کرنے والا ہو گا۔
- کلامِ الٰہی کے منکرین پکڑے جائیں گے اور کیفرِ کردار تک پہنچا دیئے جائیں گے۔
- اس نبی کی پیشگوئیاں اور باتیں سچّی ثابت ہوں گی۔
- اس نبی کی پکّی نشانی یہ ہے کہ وہ مخالفین کے ہاتھوں قتل نہیں ہو گا بلکہ طبعی موت سے اس کی وفات ہو گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آٹھ سو سال بعد تورات کا وقائع نویس لکھتا ہے کہ مثیل موسیٰ کی بعثت ابھی تک نہیں ہوئی۔

بعد ازاں کوئی نبی۔ اسرائیل میں موسیٰ کی مانند نہ اُٹھا جس سے خداوند نے روبرو کلام کیا ہو۔ (استثناء ۳۴:۱۰)

دوسری صدی قبل مسیح میں بدستور اس نبی کا انتظار ہے۔ کیتھولک بائیبل کے آخری صحیفہ مکابیوں میں ہے کہ کہانت

اس وقت تک کے لئے ہے جب تک معتبر نبی برپا نہ ہو۔ (مکابیوں اوّل ۹۴/۴۶ ، ۴/۴۶)

انجیل میں ہے کہ کاہنوں اور لاویوں نے یوحنا سے دریافت کیا

"کیا تو وہ نبی ہے جس کا ہمیں انتظار ہے۔" (یوحنا ۱/۲۱ نیو انگلش بائیبل)

اہلِ قمران بھی تورات کے نبیٔ موعود کے لئے چشم براہ تھے۔ صحائف قمران میں بشارت تورات کا اعادہ ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب مثیلِ موسیٰ آئے گا تو تورات کی شرائع ختم ہو جائیں گی اور نئی شریعت وہ پیش کرے گا۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بھی تورات کی پیشگوئی کو دہرایا ہے۔ تورات میں ہے کہ کلام شریعت کی تم میں برداشت نہیں۔ اس لئے وہ نبی تمہارے بھائیوں میں برپا ہوگا۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ میری اور بھی باتیں ہیں۔ ان باتوں کی برداشت تم میں نہیں۔ رُوح حق آئے گا۔ اور تکمیل صداقت کرے گا۔ بنی اسرائیل سے خدا کی بادشاہت لے لی جائے گی۔ اور ایک دوسری قوم کو دیدی جائے گی جو اس کے پھل لائے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ آنے والی تجلّی بنی اسرائیل میں نہیں ہوگی۔ حضرت مسیح ناصری کی بشارات میں تورات کی پیشگوئی کی صدائے بازگشت ہے۔ رُوحِ حق کی پیشں خبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

"کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا ۱۶/۱۳)

تورات کے الفاظ ہیں:۔

"اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُس کو حکم دُوں گا وہ ان سے کہے گا۔" (استثناء ۱۸/۱۸)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی بشارت کے الفاظ تورات کی صدائے بازگشت ہے۔

حواریانِ مسیح نے اعلان کیا کہ مثیل موسیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد اور آمد ثانی سے پہلے آنا ہے۔ اس کا دَور عالمین میں انقلاب رُوحانی اور ایک عظیم بحالی کا دَور ہوگا۔" (اعمال ۳/۲۰-۲۴)

ان حوالوں کے برعکس ماسٹر برکت۔ اے خان کا دعویٰ ہے کہ بشارت تورات کا مصداق سوائے حضرت یسوع مسیح کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح خود خدا ہے۔ خدا کے علاوہ دو معبودوں کا داعی ہے۔ پھر وہ مقتول و مصلوب ہے۔ اس کے باوصف وہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔

ہم حیران ہیں کہ یہ کیسا تطابق ہے!

- بشارت تورات میں ہے کہ آنے والا شخص ایک نبی ہے۔ نصاریٰ کے بقول یسوع میں خدا نے تجسّم اختیار کیا۔ پہلے پیغمبر آئے۔ اب خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔
- تورات میں ہے کہ وہ نبی موسیٰ کا مثیل ہوگا۔ اس کے برعکس ادّعا ہے کہ یسوع خود خدا ہے اور اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم۔
- تورات میں ہے کہ وہ نبی کلامِ الٰہی کا مہبط ہوگا۔ عیسائی مانتے ہیں۔ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا اور

کلام خدا تھا۔ یسوع خود ہی کلام ازلی ہے اور خدا ہے۔ وسیلۂ تخلیق ہے۔
•۔ تورات میں ہے کہ وہ نبی قتل نہیں ہوگا۔ یہاں یسوع مقتول اور مصلوب مانے جاتے ہیں۔
ان حالات میں اس پیشگوئی کو یسوع مسیح پر چسپاں کرنا بڑی حیران کن بات ہے۔ علماء اہل کتاب میں ایک طرف تضاد کی انتہا ہے۔ دوسری طرف پیشگوئی کا مصداق نہیں ملا۔ یاس کی انتہا ہے۔
پیشگوئی کی ان تفاصیل کے باعث علماء بائیبل اس درجہ عاجز آگئے کہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ تورات میں کسی معیّن نبی کی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ سلسلۂ انبیاء کا ذکر ہے۔ یعنی یہ مفہوم ہے کہ
خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے ایک کے بعد دوسرا نبی برپا کرے گا۔ آکسفورڈ کے عظیم عالم جیمس مافٹ اور پاک و ہند کے مشہور عالم پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے اس نظریہ کے داعی ہیں۔
اوّل الذکر نے انگریزی ترجمۂ بائیبل میں نبی کی بجائے "نبی کے بعد نبی" یا "کوئی ایک نبی" ترجمہ کر دیا۔ اور پادری برکت اللہ صاحب نے اپنی کتاب "محمدؐ عربی اور تورات" میں اس ترجمہ کو من و عن قبول کر لیا۔ ۱۹۷۶ء میں بائیبل کا ایک نیا ترجمہ "گڈ نیوز بائیبل" کے نام سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس میں بھی "کوئی ایک نبی" ترجمہ ہے۔ اور حاشیہ میں ہے کہ نبی کی بجائے انبیاء بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے انبیاء برپا کرے گا۔ یہاں تک کہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما کی طرف سے شائع ہونے والے کیتھولک اردو ترجمہ کے حاشیہ میں ہے۔

استثناء باب ۱۸ : ۱۵۔ "تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی" ـــ اس قطعہ کی رو سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ ان سب انبیاء کا ذکر کرتا ہے جو اس کے بعد آئیں گے۔" (ص ۲۲۹۔حاشیہ)

دیکھ لیجئے پیشگوئی کے حقیقی مصداق کو شناخت نہیں کیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ تورات کے الفاظ میں کوئی پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ سلسلۂ انبیاء کے برپا ہونے کا ذکر ہے۔ انجیل میں بایں الفاظ اس کا اعادہ ہے۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ
"خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے میری مانند تمہارے لئے ایک نبی برپا کرے گا۔" (اعمال ۳/۲۲)
صحائف قمران میں بھی یہی متن ہے
آج سے ۲۳۰۰ سال پہلے بائبل کا اوّلین یونانی ترجمہ ہوا۔ اسے سپٹواجنٹ (سبیعنیہ) کہتے ہیں۔ اس میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ عبارت الحاقی ہے۔ بعد میں بطور تشریح بڑھائی گئی۔
اب دوسری بات کو لیتے ہیں کہ تورات میں بھائی سے مراد بنی اسرائیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تورات میں جگہ جگہ "بنی اسرائیل" کو بھائی کہا گیا ہے۔ لیکن بنی اسماعیل کو بھی تو بھائی کہا گیا۔ یہ بات ترجمہ کے اختلاف میں مخفی تھی۔ "نیو انگلش بائیبل" نے اسے واضح کر دیا۔ بنی اسماعیل کے متعلق ہے :۔

HAVING SETTLED TO THE EAST OF HIS BROTHERS.

بنو اسماعیل اپنے سب بھائیوں کے ساتھ مشرق میں سکونت پذیر تھے۔

اسی طرح پیدائش $\frac{16}{12}$ میں ہے :-

" اسماعیل اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا"

نیو انٹرنیشنل ورشن میں حاشیہ ملاحظہ ہو۔ دوسرا ترجمہ یہ ہے۔" اسماعیل اپنے سب بھائیوں کے مشرق میں بسا رہے گا۔"

ان دو حوالوں میں واضح طور پر بنی اسرائیل کو بنی اسماعیل کا بھائی کہا گیا ہے۔ کتاب پیدائش پر مشہور علمی کتاب میں ہے :-

THE HOME OF THE ISHMAELITE TRIBES WAS ON THE EAST OF IZRAEL AND EDO

THE BOOK OF GENESIS BY S.R. DNVER D.D P.182, 183

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ تورات میں " بھائیوں" سے کیا مراد ہے۔ سیاق کلام ملاحظہ ہو۔ یہاں بنی اسرائیل مراد ہی نہیں ہو سکتے۔ لکھا ہے :-

" جیسا کہ تُو نے خداوند اپنے خدا سے حوریب پر مجمع کے روز التجا کر کے کہا کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر نہ سُنوں۔ اور ایسی بڑی آگ بھی پھر نہ دیکھوں تاکہ مَیں مَر نہ جاؤں۔ تو خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے (مناسب حال اور) اچھا کہا۔ مَیں ان کے بھائیوں کے درمیان سے تیری طرح ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ مَیں اسے حکم دُوں گا وہ ان سے کہے گا" (استثناء $\frac{18}{16-18}$)

تقدیر عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اب بنی اسرائیل میں تجلی شریعت نہیں ہوگی بلکہ یہ ان کے بھائیوں میں منتقل ہو جائے گی۔ اور بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل میں ایک عظیم الشان نبی آئے گا جو کہ شریعت اور روبرو تجلّی کا مہبط ہوگا۔ پس یہ ایک مضبوط قرینہ ہے جس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھائیوں سے مراد یہاں بنی اسرائیل نہیں ہیں۔ بلکہ نسل ابراہیمی کی دوسری شاخ ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بھی بھائیوں سے مراد ایک دوسری قوم لی ہے۔ وضاحت آگے آئے گی۔

ماسٹر برکت اے خاں کے علاوہ " مثیل موسٰی" کے عنوان سے جناب پیر بخش طیّب سلیم نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ نے تورات کے ۴۲ حوالے دیئے ہیں۔ جن میں بنی اسرائیل کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا۔ دو حوالے اور درج کئے ہیں جن میں حضرت یعقوب کے چچا کی اولاد بنی عیسو کو بھائی کہا گیا۔ افسوس بنی اسماعیل کے حوالے نہیں پیش کئے۔ ان کو تورات میں دو دفعہ بنی اسرائیل کے بھائی کہا گیا۔

نمبر ۹ میں FAMILIES OF ABRAHAM'S LINE کا ذکر ہے (ترجمہ نیو انگلش بائیبل)

یعنی آلِ ابراہیمؑ سے تعلق رکھنے والے خاندان۔"
آلِ ابراہیمؑ سے تعلق رکھنے والے خاندان یہ ہیں :-

(۱). بنی اسماعیل ۔ (۲) بنی اسرائیل ۔ (۳) بنی قطورہ ۔ (۴) بنی عیسو (بن یعقوب) ۔

پہلے تین ایک دادا کی اولاد ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عیسو کے پڑدادا تھے ۔ ان کی اولاد کو تورات میں بھائی کہا گیا ۔ جیروم بائیبل کومنٹری میں ہے کہ عبرانی میں " اخ " اور آرامی میں " اخا " وسیع ترمعنوں میں ہے ۔ ایک دادا کی اولاد یا کزن سب " اخ " یا " اخا " کہلاتے ہیں ۔ ۱۶۷ : ۷۸ ۔

کیتھولک بائیبل کے حاشیہ پر یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ بنی اسرائیل کے محاورہ میں چچا کے فرزند ، ماموں کے بیٹے اور دوسرے کزن بھائی کہلاتے ہیں ۔ (حاشیہ متی ۱۲/۴۶)

پس جب بنی اسرائیل نے یہ کہا کہ شریعت کے نزول کی تجلّی ہم نہیں دیکھ سکتے ۔ جواب میں خدا نے کہا ۔ انہوں نے جو کہا اچھا کہا ۔ مناسب حال کہا ۔ اَب ان کے بھائیوں میں تجلّی شریعت ہو گی ۔ اور موسیٰ کی مانند نبی آئے گا ۔ یہ دوسری تجلّی بنی اسرائیل میں کیسے ہو سکتی ہے ۔ جبکہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے اندر ہو ۔ (مدعی سُست گواہ چُست والی بات ہے) دوسری تجلّی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں مقدر تھی ۔

یسعیاہ نبی نے نبی موعود کے مورثِ اعلیٰ کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ۔ اسے اہلِ کتاب نہیں سمجھے ۔ یسعیاہ نے کہا کہ یسّی کی نسل سے ایک عظیم الشان پیغمبر آئے گا ۔ انسائیکلو پیڈیا آف ببلیکا میں ہے کہ عبرانی میں زکریاہ کا مخفف زکری اور اسماعیل کا مخفف یسّی ہے جضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام بھی یسّی تھا ۔ یسّی کے آٹھ بیٹے تھے ۔ یسّی کے داماد کا نام یاتر اسماعیلی تھا ۔ (تواریخ ۱ ۲/۱۷)

حضرت اسماعیل علیہ السلام آبائے بنی اسرائیل میں تھے ۔ ان کا نام بطور تفاول رکھا جاتا ۔ کبھی پورا نام کبھی مخفف ۔ (تواریخ اول ۳۸/۸ ، ۴۴/۹ ۔ تواریخ دوم ۱۱/۱۹ ، ۱/۲۳)

لیکن یسّی کے تنہ سے ایک کونپل نکلے گی ۔ اور اس کی جڑ سے ایک نونہال اُگے گا ۔ (یسعیاہ ۱/۱۱)

تو فقہاء نے سمجھا اس سے مُراد ابن داؤد ہے ۔

" پیشگوئیاں از قبیل مکاشفات ہوتی ہیں اور اس چشمہ سے نکلتی ہیں جو استعارات کے رنگ سے بھرا ہُوا ہے ۔" (ازالہ اوہام از حضرت اقدس ص۲۰۴)

یہی وجہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بڑا اخفا ہوتا ہے ۔ دکھائی جانے والی شخصیتیں بھی تعبیر طلب ہوتی ہیں حضرت یسعیاہ نبی کو بتایا گیا کہ آنے والا پیغمبر یسّی کی نسل سے ہے ۔ اس رمز کو امّت اسرائیل نے نہیں سمجھا وہ یہی تعبیر کرتے رہے کہ اس نے داؤد کی نسل سے آنا ہے ۔ یہ اجتہادی غلطی تھی ۔ جو صلحاء کو لگی رہی ۔ (یرمیاہ ۲۳/۵-۶ ۔ ۳۳/۱۵)

حضرت داؤد کے والد یسی کا نام بجائے خود حضرت اسماعیل کے نام پر تھا۔ یسّی اسماعیل کا مخفف ہے۔ انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں زیرِ لفظ JESSE لکھا ہے

JESSE CONTRACTED FROM ישמעאל یسّی یشماعیل سے نکلا ہے۔

اسی طرح زیرِ لفظ NAMES نمبر ۵۲ میں ہے۔ عبرانی میں اسماء کے مخففات ہوتے ہیں۔ زکریا کا زکری۔ امریہ کا امری۔ اوریاہ کا اوری امزیاہ کا امزی۔ نبیاہ کا نبی۔ امتیاہ کو امتی۔ یرمیاہ کا یرمی اس طرح یشماعیل کا یسّی ہے۔ پس یسّی میں اشارہ یہ تھا کہ آنے والے نے اسماعیل کی نسل سے آنا ہے۔ سمجھ لیا گیا۔ داؤد بن یسّی کی نسل سے آنا ہے۔ اگر داؤد کی نسل سے آنا تھا تو یسّی کی بجائے داؤد بتایا جاتا۔ کیونکہ یسّی کے داؤد کے علاوہ آٹھ بیٹے تھے۔ داؤد اُمّت میں نہایت درجہ معروف تھے۔ پس داؤد کو چھوڑ کر یسّی کا نام بتانا اس میں ایک گہری رمز ہے۔ دراصل بتایا یہ گیا کہ آنے والے نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہونا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ نبی موعود کے لئے ارہاص بن کر آئے۔ اس لئے وقت آگیا تھا کہ اس اجتہادی غلطی کو دُور کر دیا جائے۔ آپ کی دعوت کی مشکلات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ پر یہ بات کھول گئی کہ آنے والا ابن داؤد نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسری شاخ سے آئے گا حضرت مسیح علیہ السلام نے انگوری باغ کی تمثیل میں فرمایا:۔

"تاکستان کا مالک کیا کرے گا۔ وہ آئے گا اور ان باغبانوں کو ہلاک کر کے تاکستان اوروں کو دیدے گا۔ کیا تم نے (زبور داؤد میں) یہ نوشتہ بھی نہیں پڑھا۔ جو پتھر معماروں نے ردّ کیا وہی کونے کا سرا ہوگیا ہے۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا ہے۔ اور ہماری نگاہوں میں تعجّب انگیز ہے۔"

اس تمثیل کو سُن کر یہودیہ بھانپ گئے کہ اس میں ہماری تباہی اور ایک دوسری قوم کے بار آور ہونے کی پیشگوئی ہے۔

"تب وہ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے ......کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس نے یہ تمثیل ہمارے حق میں کہی ہے"۔ (مرقس ۱۲/۱-۱۲)

متی نے مزید تفصیل دی ہے۔ اس تمثیل کو پیش کر کے حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو دیدی جائے گی جو اس کے پھل ادا کرے۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا وہ چُور ہو جائے گا۔ اور جس پر وہ گرے گا۔ اسے پیس ڈالے گا۔"

(متی ۲۱/۴۳-۴۴)

اس تمثیل کے بیان کرنے کے بعد انجیل میں ایک دوسرا واقعہ درج ہے لکھا ہے:۔

"اور یسوع ہیکل میں تعلیم دیتے وقت خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ فقیہہ کیونکر کہتے ہیں کہ (آنیوالا پیغمبر) المسیح داؤد کا بیٹا ہے ...... داؤد تو خود اُسے خداوند کہتا ہے پھر وہ اس کا بیٹا کیونکر ہوا؟"

(مرقس ۱۲/۳۵-۳۷)

اس بیان میں زبور ۱۱۰ کا حوالہ ہے آپ دیکھئے حضرت داؤد اس زبور میں کیا کہتے ہیں۔ آنے والے عظیم الشان پیغمبر کے متعلق فرمایا :-

" تو ایسے ہی امام ہوگا جیسے کبھی ملک صدق تھا۔ تیری امامت دائمی ہوگی۔ وہ خدا کی داہنی طرف بیٹھنے والا میرا خداوند ہے۔ (زبور ۱۱۰ ترجمہ جیمس مافٹ)

ملک صدق ایک غیر اسرائیلی سامی فرستادہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے برکت دی تھی۔ (پیدائش ۱۴ : ۲۰-۱۸)

یہاں یہ واضح رہے کہ یہودی علماء کے محاورہ میں المسیح نبی موعود کا خطاب ہے۔ طالمود میں ہے :-

" ہر نبی نے التزاماً مسیح کے آنے کی خبر دی ہے " یہ دنیا پیدا نہیں کی گئی مگر صرف مسیح کے لئے۔

حضرت مسیح نے انہی کے محاورہ میں یہ بات کی کہ تم کیا کہتے ہو کہ المسیح ابن داؤد ہے۔ داؤد اسے اپنا بیٹا نہیں کہتا تم کیوں کہتے ہو۔ زبور میں ہے کہ ملک صدق کی طرح وہ غیر اسرائیلی فرستادہ ہے۔ وہ داؤد کی نسل سے نہیں ہے۔ وہ ایک غیر اسرائیلی نبی ہوگا۔ اس کی نبوت دائمی ہوگی۔ اور اس کے دشمن خائب و خاسر ہوں گے۔

اس زبور کے حوالہ سے حضرت مسیح نے فرمایا کہ نبی موعود ابن داؤد نہیں ہے۔ کیونکہ آپ خوب سمجھ گئے تھے کہ نبی موعود نے بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ ان کے بھائیوں میں آنا ہے۔ وہ ملک صدق کی طرح ایک سامی نبی ہوگا۔ اور دوسری قوم سے آئے گا۔ جو رمز تورات و زبور میں مخفی تھی۔ یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں پوشیدہ تھی۔ وہ آپ پر کھل چکی تھی۔

تورات میں ہے کہ مثیل موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بھائیوں میں آنا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا وہ ایک دوسری قوم میں آئے گا جو بارآور ہوگی۔ اور نبوت کے پھل لائے گی۔ تورات میں ہے تجلی شریعت کی اب تاب بنی اسرائیل میں نہیں ہے۔ حضرت مسیح کہتے ہیں کہ میں نے جو باتیں بتانی ہیں ان کی برداشت تم میں نہیں ہے۔ رُوح حق آکر ساری سچائی منکشف کرے گا۔ الغرض حضرت مسیح پر تورات کے اسرار کھولے گئے۔ آپ نے پیشگوئیوں کے رُخ کو متعیّن کر دیا۔ بنی اسرائیل پر نبوّت کا دروازہ بند ہو گیا اور ایک دوسری قوم پر کھلنے کی بشارت دی۔ حضرت مسیح نے فرمایا :-

" مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی رُوح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا " (یوحنا ۱۶ : ۱۳-۱۲)

ناقابلِ برداشت باتوں میں سے ایک بات آپ نے اشارۃً بیان کر دی کہ آنے والے عظیم الشان پیغمبر نے بنی اسرائیل سے نہیں آنا بلکہ ایک دوسری قوم میں آنا ہے۔ اس بات کو بھانپ کر یہودیوں نے ایذا دینے اور پکڑنے کی کوششیں تیز تر کر دیں۔ وہ بھلا کب یہ بات برداشت کر سکتے تھے کہ المسیح ابن داؤد نہیں ہے۔ بلکہ فرزند اسماعیل ہے۔ وہ ایسے آدمی کو غدار سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے اشارے کر دیئے۔ تمثیل میں بات سمجھا دی۔ کھل کر بات نہیں کی۔ قوم کے دوسرے حصّہ میں جا کر آپ نے کھل کر باتیں کی ہوں گی۔

ماسٹر برکت اے خان کے عقیدہ میں ایک واضح تضاد ہے۔ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ یسوع الوہیت کی پوری معموری سے پیدا ہوئے۔ وہ کسی اسرائیلی مرد و عورت کے نطفہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ براہِ راست تجسّم خدا کا نتیجہ ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی اسرائیلی مرد و عورت کا نطفہ نہیں ہے وہ ان کا بھائی کیسے ٹھہرا۔ قرنِ اوّل کے نصاریٰ یسوع مسیح کو بنی اسرائیل کا بھائی نہیں مانتے تھے۔ ان کی سُریانی نظموں کا مجموعہ آثار سے دستیاب ہُوا۔ ان میں یہی لکھا ہے۔ نظم ۲۸ میں یسوع مسیح بول رہے ہیں۔

AND I DID NOT PERISH FOR I WAS NOT THEIR BROTHER NOR WAS MY BIRTH LIKE THEIRS AND THEY SOUGHT MY DEATH AND DID NOT FIND IT.

مَیں ہلاک و برباد نہ ہُوا کیونکہ مَیں ان کا بھائی نہ تھا۔ نہ میری پیدائش ان کی پیدائش کی طرح تھی۔ وہ میری موت کے متلاشی تھے لیکن اسے پا نہ سکے۔

ODES OF SOLOMAN NO. 28

THE LOST BOOKS OF THE BIBLE P. 134.

پس ایسا شخص جو قرنِ اوّل کے نصاریٰ کے نزدیک بنی اسرائیل کا بھائی نہیں ہے۔ اور ماسٹر صاحب کے نزدیک نعوذ باللہ خدا بن کر پیدا ہُوا۔ وہ اس بشارت کا مصداق کیسے ہوسکتا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ موسیٰ کی مانند ایک نبی، بنی اسرائیل کے بھائیوں میں برپا ہوگا۔

اَب مجھے یہ بتانا ہے کہ حواریانِ مسیح بھی مانتے تھے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں آنے والا پیغمبر ابھی پیدا نہیں ہُوا۔ اعمال الرسل میں خُطبہ پطرس میں درج ہے اس کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں :۔

ضرور ہے کہ وہ (یسوع) آسمان میں اس وقت تک رہے۔ جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں (اور عالمگیر انقلاب برپا نہ ہو۔) جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مُجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا .... خدا نے اپنے خادم (عبد) کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے ہٹا کر برکت دے۔ (اعمال $\frac{3}{20-26}$)

اس خُطبہ سے صاف ظاہر ہے کہ آدم سے لے کر عصرِ مسیحا تک جو نبی آئے انہوں نے ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی خبر دی ہے۔ یہ انقلاب نبیٔ موعود کی بعثت سے وابستہ ہے۔ اس کی بشارت موسیٰؑ نے بھی دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالےٰ کے ایک عبد تھے۔ ان کو اٹھا کر پہلے بھیجا گیا تاکہ وہ لوگوں کو گناہوں سے صاف کر کے اس برکت کے لئے تیار کریں۔ جس کا

اوپر ذکر ہؤا ہے۔

نیو انگلش بائیبل میں اعمال ۲۱/۳ کا ترجمہ میں UNIVERSAL RESTORATION ہے۔صاف ظاہر ہے کہ عالمی بحالی اور عالمگیر انقلاب کا داعی حضرت مسیح کے بعد آئے گا۔خادمِ خدا اس کا مبشّر ہے۔

یہ حوالہ قطعی طور پر بتا رہا ہے کہ نبی اسرائیل کے بھائیوں میں آنے والا پیغمبر حضرت مسیح کے بعد اور ان کی بعثتِ ثانیہ سے پہلے آنے والا تھا۔

ماسٹر برکت اے خان اور پیر بخش طیّب سلیم کے رسالوں کا اُصولی جواب ہم دے چکے ہیں تفصیلی جواب کی ضرورت نہیں۔ باقی باتیں بہت ہی کمزور استدلال پر مبنی ہیں گویا تارِ عنکبوت ہیں۔بخوفِ طوالت ان کے جواب مَیں چھوڑتا ہوں۔

توسیع اشاعت ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب مینیجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ ۸۳-۶-۲ کو رسالہ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ساہیوال تشریف لائے اور خاکسار کے ہمراہ احبابِ جماعت کی خدمت میں پہنچے۔مندرجہ ذیل احباب نے خصوصی تعاون فرمایا۔احباب دُعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دے۔آمین۔ والسلام — خاکسار — پروفیسر محمد طفیل۔زعیم انصاراللہ ساہیوال۔

۱۔ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت	ایک رسالہ کے لئے سالانہ چندہ مبلغ	۱۵ روپے
۲۔ پروفیسر محمد طفیل	چھ ۶ " " " " "	۹۰ "
۳۔ مکرم ملک منصور احمد صاحب	ایک " " " " "	۱۵ "
۴۔ " عبدالحق ناصر صاحب	" " " " "	۱۵ "
۵۔ " حفیظ الدین صاحب	سات ۷ " " " "	۱۰۵ "
۶۔ " نور محمد صاحب	ایک " " " " "	۱۵ "
۷۔ " حمید اللہ مبارک صاحب	چار ۴ " " " "	۶۰ "
۸۔ " حاجی حمید احمد صاحب	دس ۱۰ " " " "	۱۵۰ "
۹۔ " میاں محمد عمر صاحب	" " " " "	۱۵۰ "
۱۰۔ " ملک غلام احمد صاحب	" " " " "	۱۵۰ "
۱۱۔ " میجر محمد بشیر صاحب	سات ۷ " " " "	۱۰۵ "
۱۲۔ " چوہدری نصیر احمد باجوہ صاحب	چھ ۶ " " " "	۹۰ "
میزان	۶۴ رسالہ جات " " " "	۹۶۰ "

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ چند لمحات

مرتبہ :۔ عبدالرشید سماٹری صاحب مہتمم اشاعت مجلس انصار اللہ ضلع کراچی

امسال سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کراچی میں بابرکت قیام کے دوران مکرم و محترم نعیم احمد خان صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے شہر سے پچیس میل باہر سمندر کے کنارے سینڈز پٹ (SANDS PIT) کے مقام پر حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مفید اور بابرکت وجود کے ساتھ پکنک کے ایک روزہ پروگرام کے انعقاد کے لئے حضور ایّدہ الودود سے مؤدبانہ درخواست کی جسے حضور پُرنور نے ازراہِ شفقت منظور فرمالیا۔ مجلس کے عہدیداران کے علاوہ مکرم و محترم جناب چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی و متعدد عہدیدارانِ جماعت نے بھی پکنک کے اس پروگرام میں شمولیت فرمائی۔

پکنک کے لئے قافلہ کی روانگی :۔ قافلہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پکنک کے لئے مورخہ ۱۷؍ تبلیغ ۱۳۶۲ھ ش بمطابق ۱۷؍ فروری ۱۹۸۳ء بروز جمعرات صبح سوا دس بجے گیسٹ ہاؤس سے روانہ ہوا اور سوا گیارہ بجے سینڈز پٹ کے مقام پر پہنچا۔ وہاں پر دو بڑے HUTS کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مع بیگم صاحبہ و دختر قیام فرمایا۔ اور دوسرے HUT میں عہدیداران و دیگر احباب ٹھہرے حضور پُرنور کے HUT کے نزدیک باہر کی طرف دو چھتریوں کا اہتمام تھا جس کے نیچے کرسیاں رکھی گئی تھیں۔

حضور انور کافی دیر تک وہاں تشریف فرما رہے اور مکرم و محترم نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع، مربیان کرام و دیگر عہدیداران سے گفتگو فرماتے رہے۔ اس موقع پر حضور نے پہلی مرتبہ وہ مکمّل کیسٹ جو ایک مصری احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ عربی لہجہ میں پڑھا تھا۔ سماعت فرمایا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد نظمیں بھی جو دوستوں نے خوش الحانی سے مختلف مواقع پر پڑھی تھیں سُنتے رہے۔ گفتگو کے دوران حضور ایّدہ اللہ نے مکرم و محترم نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع کراچی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کو زبانی یاد کرنے کی کوشش کریں۔ گفتگو کے دوران دو دوستوں نے متعدد فوٹوز بھی لئے۔

سمندر کی سیر :۔ بعد ازاں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ وقت کیلئے

حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ سمندر کی سیر کی۔ احباب نے بھی اپنی قیام گاہ کی طرف سمندر کی لہروں کا لطف اٹھایا۔ اور سمندر کی سیر کی۔

حضور کی اقتداء میں نمازِ ظہر کی ادائیگی:۔ سمندر کی سیر کے بعد ظہر کی نماز کے لئے تیاری شروع ہوئی۔ ایک ہموار جگہ پر نماز کے لئے دریاں بچھائی گئیں۔ احباب نماز کے لئے وہاں پہنچے۔ خاکسار عبدالرشید بماٹری نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور ایدہ الودود نماز کے لئے تشریف لائے۔ حضور نے خود کمپاس کے ذریعہ قبلہ کی صحیح سمت کا تعین کر کے اس کے مطابق نماز کے لئے صفوں کی ترتیب کا اہتمام فرمایا۔ اس کے بعد تمام دوستوں نے حضور ایدہ الودود کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز ادا فرمانے کے بعد حضور اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ جملہ احباب نے بھی اپنی قیام گاہ پہنچ کر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

قافلہ کی واپسی:۔ دوپہر کے کھانے کے بعد واپسی کے لئے تیاری شروع ہوگئی۔ چنانچہ شام تین بج کر دس منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ مع اپنے خدام کے واپسی کے لئے موٹر کاروں پر روانہ ہوا۔ اور شام چار بجکر پانچ منٹ پر قافلہ بخیریت گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ اس طرح اس بابرکت اور دلچسپ پکنک کا ایک روزہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ۔

مربیانِ کرام و عہدیداران کی پکنک میں شمولیت:۔ حضور پُرنور کے قافلے کے ساتھ پکنک منانے کیلئے درج ذیل خوش نصیب مربیان کرام، عہدیدارانِ جماعت و مجلس انصار اللہ ضلع کراچی شامل ہوئے:۔

۔ مربیان کرام:۔

(۱)۔ مکرم مولانا محمد عثمان چینی صاحب مربی کراچی۔
(۲) مکرم مولانا محمد اشرف ناصر صاحب۔ مربی کراچی
(۳) ″ ″ خلیفہ صباح الدین صاحب ″ ″۔
(۴) ″ ″ لئیق احمد منیر صاحب ″ ″
(۵)۔ ″ ″ سید حسین احمد صاحب ″ ″۔

۔ عہدیدارانِ جماعت و مجلس انصار اللہ ضلع کراچی

(۱)۔ مکرم و محترم جناب چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔
(۲) مکرم و محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔
(۳)۔ ″ چوہدری عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری و رکنِ خصوصی مجلس انصار اللہ ضلع کراچی۔
(۴)۔ ″ نعیم احمد خانصاحب ناظم ضلع مجلس انصار اللہ ضلع کراچی۔
(۵)۔ ″ چوہدری نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال و مہتمم مال ضلع۔
(۶)۔ ″ ظفر اللہ خانصاحب زعیم اعلیٰ ″ ″ عزیز آباد
(۷)۔ ″ منظور احمد شاد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ڈرگ روڈ۔
(۸)۔ ″ طاہر احمد ہاشمی صاحب پریذیڈنٹ حلقہ النور و مہتمم ایثار ضلع
(۹)۔ ″ محمود احمد صاحب مبشر مہتمم تحریک جدید و وقفِ جدید ضلع۔
(۱۰)۔ ″ چوہدری صغیر احمد حمید صاحب سیکرٹری وصایا و مہتمم تعلیم ضلع

(۱۱)۔ خاکسار عبدالرشید سماٹری مہتمم اشاعت و قلمی دوستی ضلع کراچی۔
(۱۲) محترم شیخ عبدالمجید صاحب پریذیڈنٹ حلقہ ڈیفنس سوسائٹی۔

•۔ خدام الاحمدیہ :۔

(۱)۔ مکرم ز رتشت منیر احمد خانصاحب قائد ضلع کراچی۔
(۲) مکرم مولوی محمد علی صاحب نائب قائد ضلع کراچی۔
(۳)۔ " مبارک احمد ساہی صاحب نائب قائد ضلع کراچی۔
(۴)۔ " اشتیاق احمد صاحب بھٹی ناظم خدمت خلق ضلع "
(۵)۔ " سلیم الدین صاحب عباسی سابق قائد مجلس عزیز آباد کراچی۔
(۶)۔ " نعیم احمد نیّر صاحب ناظم عمومی ضلع کراچی

•۔ دیگر احباب :۔

(۱)۔ مکرم چوہدری صفدر صاحب
(۲) مکرم میاں محمد رفیق احمد صاحب۔
(۳)۔ " میجر نواز منہاس صاحب
(۴) " مبارک احمد صاحب کھوکھر۔
(۵)۔ " میجر بشیر صاحب
(۶) " سلطان احمد طاہر صاحب۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

" دُعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے۔ اور مُردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۲۱)

" ہم قتل کرنے کے لئے نہیں بلکہ مقتولوں اور مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۲۶)

" یہ بھی یاد رکھو ہمارا طریق نرمی ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کرے۔ تمہاری آواز مقابل کی آواز سے بلند نہ ہو۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۲۰)

" ہم جانتے ہیں کہ ہر قوم میں کچھ شریف لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد کسی کو بے جا حقارت یا کسی کو بے جا گالی گلوچ دینا یا کسی قوم کے بزرگوں کو بُرا بھلا کہنا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)

تبصرہ

مجدّد عثمان فودی

بارھویں صدی ہجری میں نائیجیریا کے شمالی علاقہ میں ایک بزرگ عثمان فودی پیدا ہوئے۔ انہیں اس صدی کا مجدد کہا جاتا ہے۔ ان کی سوانح حیات لکھنے والوں نے یہ لکھا ہے کہ عثمان فودی اپنے آپ کو ہاؤسا قوم کے لئے اس حدیث کا مصداق سمجھتے تھے۔ اِنّ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (عثمان ابن فودی از عمر کانے ص۲۵ فرانسیسی زبان میں پیرس سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔)

وہ متعدد کُتب کے مصنّف ہیں۔ خلافت لائبریری میں حال ہی میں ان کی متعدد کُتب موصول ہوئی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اُن کے تبحّر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتب عربی کوفی رسم الخط سے مشابہ خط میں مطبع غسکلینا سے طبع ہوئی ہیں۔ کُتب کے سرورق پر حضرت عثمان فودی کو الشیخ المجدّد نور الزمان کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ کُتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بدعات کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں صلحاء اُمّت کی طرح تختۂ ستم بنایا گیا۔ احادیثِ رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کا انہیں وسیع مطالعہ ہے اور آئمہ سلف کے اقوال پر انہیں کامل عبور ہے۔

اپنی کتاب نجم الاخوان میں انہوں نے کفّار حکومتوں سے مسلمانوں کے تعلق کا بہت تفصیل سے ذکر کیا۔ باوجود اس کے کہ نائیجیریا میں پردہ نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے اس کتاب ارشاد الاخوان الیٰ احکام خروج النسوان میں پردہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ سُنا ہے کہ ان کے متبعین نسبتاً پردہ کے پابند بھی ہیں۔

کتاب "تنبیہ الامّۃ علیٰ اقرب ھجوم اشراط السّاعۃ" اُن کی گرانقدر تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے مہدی اور مسیح کی آمد، اس کی علامات، اس کے کاموں پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث کی ہے۔ اس کتاب کی دس فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں دُنیا کی مدّت سات ہزار سال بیان کی ہے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں ہوئی۔ دوسری فصل میں ساعۃ کا وقت اور اس کی علامات کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں اشراط ساعت کے واقع ہونے کا ذکر ہے۔ چوتھی فصل میں مہدی کے خروج کی تفصیل ہے اور پانچویں فصل خروج دجال پر مشتمل ہے۔ چھٹی فصل میں نزول عیسیٰ۔ اور ساتویں فصل میں یاجوج ماجوج پر بحث ہے۔ آٹھویں فصل میں اشراط ساعۃ رفع قرآن۔ اور نویں میں خروج دابّہ۔ اور دسویں میں طلوع شمس کا ذکر ہے۔

دجّال اور نزول مسیح کا زمانہ انہوں نے ساتویں ہزار کے ختم ہونے سے قبل بیان کیا ہے۔ (تنبیہ الامّۃ ص۲)
انہوں نے مہدی کے زمانہ کی تعیین میں اصل امر اشراط ساعۃ کا پُورا ہونا بیان کیا ہے۔ اگرچہ زمانہ کی تعیین میں انہوں

نے بعض صلحاء کے اقوال درج کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ بارھویں صدی ہجری کے بعد آئیں گے (تنبیہ الامۃ ص۱۲) امام عبدالوہاب شعرانی کا قول ہے کہ مہدی جلد ظاہر ہوں گے۔ واضح ہو کہ امام شعرانی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ مہدی کی پگڑی بھی پگڑی بتلائی۔ (تنبیہ الامۃ ص۳۷، ۳۸)۔ اس کتاب میں انہوں نے اشراط ساعۃ میں سے مندرجہ ذیل علامات بیان کی ہیں۔ جن کے متعلق وہ لکھتے ہیں یہ پوری ہو گئیں۔

(۱)۔ اشراط ساعۃ میں سے مساجد پر اہلِ فسق کا غلبہ۔ وہ لکھتے ہیں یہ علامت پوری ہو گئی۔ (تنبیہ الامۃ ص۱۶)
(۲)۔ تیس دجالوں کا نکلنا۔ اور قاضی عیاض کے حوالے سے انہوں نے لکھا یہ تعداد پوری ہو گئی۔ (" " ص۱۷)
(۳)۔ ارضِ حجاز میں سے آگ کا نکلنا۔ یہ پیشگوئی ۶۵۴ھ جمادی الاخر میں پوری ہو گئی (" " ص۲۶)
(۴)۔ امانت کا اٹھ جانا۔ (۵) لمبی لمبی عمارتیں بنانے میں باہم مقابلہ۔ (۶) غیر اہل کو معاملہ سونپا جائے گا۔
(۷)۔ عربوں پر عجمیوں کی فضیلت و تقدیم۔ (۸) بڑا رحم نہیں کرے گا۔ چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرے گا۔ (۹) امر بالمعروف ترک ہوگا۔
(۱۰)۔ عالم جلب زر کے لئے علم حاصل کریں گے۔ (۱۱) لمبے لمبے مینار بنائے جائیں گے۔ (۱۲) خواہشات کی پیروی کی جائے گی۔
(۱۳)۔ دین کو دنیا کے عوض بیچا جائے گا۔ (۱۴) قطع رحمی ہو گی۔ (۱۵) قتل کرنا عام ہو گا۔ (۱۶) سور کھایا جائے گا۔
(۱۷)۔ عورتیں سواری کریں گی۔ (تنبیہ الامۃ ص۲۰، ۲۱)

مہدی کی علامات میں سے انہوں نے بڑی علامت چاند سورج کو گرہن بیان کیا۔ اس بارہ میں انہوں نے دارقطنی کی مشہور حدیث نقل کی۔ دجال کے خروج کی جگہ تمیم راوی کی مشہور حدیث کی رو سے انہوں نے گرجا بیان کی۔ (ص۱۷)۔ اس سے دجال کی نشان دہی بھی ہو جاتی ہے۔

عیسیٰ کا مقام انہوں نے مجدد لھذہ الامۃ یعنی امت کا مجدد اور شریعت محمدیہ کا قیام بیان کیا (ص۳۵) وہ مشہور حدیث مسلم بھی انہوں نے نقل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ فیرغب نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام (ص۶۲) کہ پھر نبی عیسیٰ خدا کی طرف توجہ کریں گے۔

یدفن معی فی قبری والی حدیث پر بھی انہوں نے بحث کی اور اس سے مراد یہ لیا کہ وہ ارضِ مقدس میں دفن ہونگے نہ کہ حضور کے روضہ میں۔ اور خدا ہی جانتا ہے وہ ارضِ مقدس کونسی ہے۔ جہاں مسیح دفن ہیں۔ وہ زمین مقدس ہی ہے۔

لا المھدی الا عیسیٰ والی حدیث کا مفہوم انہوں نے یہ بیان کیا کہ مسیح ہی حقیقی مہدی ہے (ص۳۶)

یہ کتاب کاپی سائز کے چہتر صفحات پر مشتمل ہے۔ تھوڑی کوشش کے بعد عربی دان اسے پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے حضرت عثمان فودی کو کہ بہت عمدگی سے انہوں نے اس حقیقت کو بیان کر دیا کہ مہدی ساتویں ہزار میں آئے گا۔ اشراط ساعۃ پوری ہو گئیں ——— علامات ظاہر ہو گئیں ——— مبارک ہے وہ جو حقیقت کو قبول کرے۔

سوال وجواب

ایڈیٹر

سوال:۔ کیا مسیح اور مہدی ایک وجود کے دو نام ہیں یا یہ الگ الگ دو وجود ہیں؟

جواب:۔ اُمت میں جس موعود مسیح کی آمد کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے پیشگوئی فرمائی ہے اُس موعود کو ہی مہدی کا لقب دیا گیا ہے چنانچہ ابنِ ماجہ کی مشہور حدیث ہے لَا المھدی اِلَّا عیسٰی (ابنِ ماجہ باب شدّۃ الزمان) کہ عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ وہ دو الگ الگ وجود نہیں۔ موعود مسیح اور موعود مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اسے علم بلاغت میں محصور اور محصور علیہ کہتے ہیں۔ جیسے لَا شاعر اِلَّا شَوقی اور لَا النھر اِلَّا النیل۔ کہ شوقی ہی حقیقی شاعر ہے۔ نیل ہی اصلی دریا ہے۔ اور لَا عَالِم اِلَّا فلان کے یہ معنے ہیں کہ فلاں شخص ہی حقیقی عالم ہے۔ پس لَا المھدی اِلَّا عیسٰی کے معنے یہ ہوں گے کہ عیسیٰ ہی حقیقی مہدی ہیں۔

مہدی کے معنے ہدایت یافتہ کے ہیں۔ یعنی جسے خدا کی جانب سے ہدایت عطا ہو۔ یہ دو نام اس کے کام کی نوعیت پر دالّ ہیں۔ مہدی ہونے کے لحاظ سے وہ تجدید دین بھی کریں گے اور اسلام کے دفاع کرنے اور عیسائیت کی غلطیوں کی اصلاح کے لحاظ سے انہیں مسیح کا لقب دیا گیا۔

اس کے علاوہ مختلف احادیث میں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے :۔

یوشكُ من عاش فِيكُمْ ان يلقٰى عيسٰى ابن مريم امامًا مهديًا وحَكَمًا عَدَلًا يكسر الصليب ويقتل الخنزير (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص۱۱۱)

ہوسکتا ہے جو تم میں سے زندہ رہے عیسیٰ بن مریم کو پالے وہ امام مہدی ہوگا۔ حکم وعدل یعنی مذہبی تنازعات فیصلہ کرنے والا ہوگا۔ وہ صلیبی عقیدہ کا بطلان ثابت کرے گا۔ اور خنزیر صفت کی اُس کے ہاتھوں موت ہوگی۔

سوال:۔ کیا امام مہدی یا مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب:۔ (۱)۔ مہدی اور مسیح کو احادیث میں امام کے لقب سے ملقب کیا ہے اور امام کے بارہ میں حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلّم ہے :۔

من لم یَعْرِفْ امام زمنه فقد مات میتة الجاهلية

کہ جو اپنے زمانے کے امام کو پہچانتا نہیں۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی ۔ اور ظاہر ہے کہ جاہلیت اور اسلام دو متضاد

مفہوم ہیں۔

(۲)۔مسیح اور مہدی کی آمد کی خبر صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ اس بارہ میں احادیث تواتر سے مروی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اُمّت کے کسی مسلّمہ فرقہ نے ان کی آمد کا انکار نہیں کیا۔حدیث ابو داؤد کی شرح بذال المجہود میں لکھا ہے :۔

"انّ بعثته مؤكّدٌ يقينى لا بدّ ان يكون ذٰلك"

کہ ان کی بعثت یقینی ہے۔ایسا ضرور ہوگا۔

(۳)۔آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فداہ نفسی ونفوس العالمین نے اِس موعود کے بارہ میں فرمایا

فاذا رأيتموه فبايعوه ولوحبوًا على الثلج فانّه خليفة الله المهدى"

(کنز العمال جلد ۷ صـ۱۸۶)

کہ جب تم اُس مامور کا زمانہ پاؤ تو اس کی بیعت کرنا۔اگر اس کے لئے تمہیں برف کے پہاڑ پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے تو بھی جانا کیونکہ مہدی "اللہ کا خلیفہ" ہے۔

اور یہ بھی احباب جانتے ہیں کہ خلیفۃ اللہ کی اصطلاح قرآن میں مامور آسمانی کے متعلق استعمال ہوتی ہے۔

(۴)۔آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے مہدی پر ایمان لانے اُس کی آواز پر لبیک کہنے اور اس کی نصرت یعنی تائید و مدد کا حکم دیا ہے۔ فرمایا :۔

ثمّ يجئ خليفة الله المهدى فاذا سمعتم به فاتوابه فبايعوه۔

کہ پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا۔پس جب تم اُس کی آمد کا سُنو تو اس کے پاس جانا اور اس کی بیعت کرنا۔

ابو داؤد کی حدیث ہے :۔

وجب على كلّ مومنٍ نصره او قال اجابته۔ (ابو داؤد بابُ فى ذكرا لمهدى)

کہ ہر صاحب ایمان پر اس کی مدد واجب ہے اور ایک روایت ہے اُسے قبول کرنا اور اس کی آواز پر لبیک کہنا واجب ہے۔

(۵)۔مہدی اور مسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا اُمّتی ہوگا۔ وہ آپ کا فرزندِ جلیل ہے۔جسے اس کے محبوب اور قابلِ صد احترام آقا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم نے سلام بھجوایا ہے۔

من ادرك منكم عيسىٰ بن مريم فليقرئه منّى السّلام۔

(کنز العمّال جلد ۷ صـ۱۲۶ کتاب الفضل باب عیسیٰ علیہ السّلام)

جو اُس عیسیٰ بن مریم کو پائے اُسے میرا سلام پہنچائے۔

کتنا خوش بخت اور عظیم ہے وہ اُمّتی جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے سلام پہنچایا۔

ان احادیث کی روشنی میں اب یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ اس موعود مسیح اور مہدی پر ایمان لانے۔ اس کی تائید اور نصرت کی تاکید صادق و مصدوق نے فرمائی ہے۔

پس آپ کے حکم کی تعمیل اور امتثال امر میں اُس موعود مسیح اور مہدی پر ایمان لانا ہر صاحبِ ایمان کا فرض ہے۔

سوال :۔ سحری کا صحیح وقت کیا ہے۔

جواب :۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۸ میں سحری کے آخری وقت کا ذکر بالکل واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (بقرہ آیت ۱۸۸)

کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد فجر سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

اس آیت کے نزول میں شروع میں من الفجر کے الفاظ نہیں تھے۔ بعض صحابہؓ اس کے لفظوں کے تتبع میں سفید اور سیاہ دھاگہ تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ بعض نے ٹانگ کے ساتھ باندھ لیا۔ جب تک ان کا امتیاز نہ ہوجاتا وہ کھانا پینا جاری رکھتے۔ انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا عرض کیا تو من الفجر کے الفاظ نازل ہوئے۔ یہ مِنْ بیانیہ ہے کہ سفید دھاگے سے مراد فجر کی سپیدی ہے اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کی سیاہی۔

سید المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت حضرت براء اور عدی بن حاتم کی احادیث لائے ہیں جن میں تفصیل بالا بیان کی۔ اس کے معًا بعد امام صاحب نے دو باب باندھے ہیں جن سے یہ مسئلہ مزید واضح ہوجاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :۔

حضرت بلالؓ کبھی کبھی رات کو اذان دے دیا کرتے۔ اس پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بلالؓ کی اذان پر سحری کھانا ترک نہ کیا کرو۔ ابن امّ کلثوم کی اذان پر سحری بند کیا کرو۔ کیونکہ وہ طلوعِ فجر پر ہی اذان دیتا ہے۔ (بخاری باب قول النّبی صلے اللہ علیہ وسلّم لا یمنعنّکم من سحورکم اذان بلال)

قاسم بن محمد جنہوں نے حضرت عائشہ سے یہ حدیث روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بلالؓ اور ابن امّ کلثوم کی اذان کے درمیان اتنا ہی فرق تھا کہ بلالؓ اذان دے کر اُترتے تھے اور یہ اذان دینے کے لئے اس بلند جگہ پر جاتے۔

اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ بلالؓ اور ابن امّ کلثوم کی اذان میں بہت تھوڑا فرق تھا۔ وہ اذان ختم کرکے اترتے تو یہ اذان کے لئے مقررہ جگہ پر جاتے۔ اس کے باوجود حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے ابن امّ کلثوم کی اذان تک سحری کھانے کی اجازت دی اور فرمایا بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سحری کا آخری وقت طلوعِ فجر ہے۔ جب فجر کی اذان ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ فجر کی اذان کا وقت اور ہے اور سحری کا اور۔

اور افطاری کا وقت سورج کا غروب ہونا ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

اذا اقبل الليل من ھھنا و ادبر النہار من ھھنا وغربت الشمسُ فقد افطر ۔ (بخاری باب متیٰ یحل فطر الصائمُ و افطر)

کہ جب ادھر سے رات آجائے اور اُدھر دن رخصت ہو جائے ۔ اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار ہوگیا ۔

اور اسی حدیث میں آگے چل کر غروب شمس کے بعد افطاری میں تاخیر سے حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا :۔

لا یزال النّاس بخیر ما عجّلوا لفطر۔ (بخاری باب التعجیل الافطار)

کہ میری امّت اس وقت تک اچھی ہوگی جب تک افطاری جلد کریں گے ۔

پس سحری کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔ جب فجر کی سفیدی واضح ہو جاتی ہے ۔ اس کا اعلان فجر کی اذان سے ہوتا ہے اور افطاری کا وقت غروب شمس ہے ۔ جب دن رخصت ہوتا اور رات کا آغاز ہوتا ہے ۔ اور اس کا اعلان مغرب کی اذان سے ہوتا ہے ۔

فرشتے اس کی حفاظت کریں گے

"جو کام اللہ تعالےٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں۔ اور خود اللہ تعالےٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوُا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے ؟ ۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دُنیا اس کی مخالفت کرے ۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے ۔" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۸)

فرمایا :۔

گھبرانا نہ چاہیئے ۔ یہ تو خدا کے عجائبات ہیں ۔ ؎

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۴۲)

بچوں کا صفحہ

مجھے اللہ بچائے گا

آؤ بچو! تمہیں ایک سچی کہانی سنائیں۔ میرے اور آپ کے آقا، حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم ایک جنگ سے واپسی پر اپنے صحابہ کے ساتھ دوپہر کو چند درختوں کے جھنڈ میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھیوں کو صحابہ کہا جاتا ہے جس کے لفظی معنے ساتھی کے ہیں۔ صحابہ نے ایک اچھے گھنیرے سایہ والے درخت کو حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور خود ایک ایک دو دو اور ٹولیوں کی صورت میں مختلف درختوں کے نیچے آرام کرنے کے لئے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی تلوار اتار کر درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ اور خود آرام فرمانے لگے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی آوازیں سنائی دیں۔ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی آواز پر جلدی جلدی اس درخت کے سایہ میں اکٹھے ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور کے پاس صحرا کا رہنے والا ایک اجنبی بدّو ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس جھلسا دینے والی دوپہر میں درخت کے ٹھنڈے سایہ کی وجہ سے میری آنکھ لگ گئی۔ اس آواز سے میری آنکھ کھلی کہ اَب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اس گنوار مشرک نے میری تلوار سونت رکھی ہے۔ اور مجھے کہہ رہا ہے۔ کون اَب آپ کو مجھ سے بچا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑے اطمینان سے تین بار کہا اللہ۔ ایک دوسری روایت میں ہے اُس نے تلوار سونت کر حضور صلے اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا۔ آپ مجھ سے خوف زدہ ہیں یا نہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے پورے اطمینان سے کہا نہیں۔ تب اُس نے کہا اچھا پھر آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ۔ ایک روایت میں ہے اس شخص نے ٹھوکر کھائی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ یا خدا داد رُعب اور خدا پر توکّل کے عظیم نظارے کو دیکھا تو بدّو پر کپکپی طاری ہو گئی۔ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی تلوار ہاتھ میں سنبھال کر کہا اَب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس نے کہا آپؐ ہی بچا سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں مجھے دیکھ کر بھی عقل نہ آئی۔ کیا تو اَب یہ شہادت دیتا ہے کہ نہیں۔ اللہ ایک ہے اور مَیں اس کا رسول ہوں۔ اُس بدّو نے کہا نہیں۔ لیکن یہ آپؐ سے اقرار کرتا ہوں کہ آپ سے مَیں اَب لڑائی کبھی نہیں کروں گا۔ مَیں مشرکوں کا آپ کے خلاف ساتھ نہ دُوں گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ کچھ نہ کہو۔ وہ اپنے ساتھیوں سے جا کر ملا تو اس نے کہا مَیں آج بہترین شخص کے پاس سے آ رہا ہوں۔

بچّو! کچھ باتوں کا تم بھی عہد کر و۔ جب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا نام نامی آئے تو ساتھ صلے اللہ علیہ وسلّم ضرور کہو۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ اس پر دس بار رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اس لئے کبھی محمدؐ یا آنحضرتؐ اکیلا نہ کہو۔ ساتھ صلے اللہ علیہ وسلّم ضرور کہو۔ دوسری بات یہ کہ خدا پر پُورا بھروسہ رکھو۔ وہ ساری طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ اپنے پیاروں کی ہر بَلا سے حفاظت کرتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اُس پیارے آسمانی آقا کے ہو جائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت اقدس اپنے مذہب کا اعلان ان الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآنِ کریم کے حروف ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ میرا کوئی عقیدہ اللہ اور رسُول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں ہے۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے ....

مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسولؐ پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہو گا۔" (کرامات الصادقین صفحہ ۲۰، ۲۱)